مہمات کتب فقہیہ — اجمالی تعارف

مولانا عبدالرشید مدرس جامعہ مدنیہ، لاہور

حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار

فقہ حنفی کی مشہور کتاب "الدر المختار فی شرح تنویر الابصار" کا یہ حاشیہ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی مصری حنفی کا تحریر کردہ ہے۔ مصر سے بڑے سائز کی چار ضخیم جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ محشی سید محمد توقادی رومی کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے والد ماجد توقاد سے بسلسلۂ قضا مصر میں تشریف لاکر "اسیوط" کے قریب "طحطا" نامی بستی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ موصوف نے "مراقی الفلاح شرح نور الایضاح" کا حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ جو اب کراچی میں بھی طبع ہو گیا ہے۔ علامہ زرکلیؒ نے یہ جو لکھا ہے کہ موصوف نے "مراقی الفلاح" کی شرح پر حاشیہ لکھا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ موصوف کا ایک اور رسالہ "کشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین" بقول علامہ زرکلی مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے۔ علامہ طحطاوی کے دونوں حواشی بڑے مفید اور علماء و فقہاء کے درمیان مقبول و متداول ہیں۔ لفظ "طحطاوی" "ہا" "ہوز" اور "حا" "حطی" دونوں کے ساتھ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ محشی مرحوم "قاہرہ" میں احناف کے مفتی تھے۔ موصوف کا انتقال ۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ/ ۱۸۱۶ء قاہرہ میں ہوا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

الدر المختار فی شرح تنویر الابصار

یہ فقہ حنفی کے مشہور متن "تنویر الابصار" کی شرح ہے۔ جو علامہ محمد بن علی حصکفی دمشقی کی تالیف ہے۔ ان کا خاندان اصل میں جزیرہ ابن عمر اور "میافارقین" کے درمیان دریائے دجلہ کے کنارے ایک بستی "حصن کیفا" کا رہنے والا ہے جو بعد میں "دمشق" میں اقامت

پذیر ہوگیا تھا۔ اور ان کی ولادت "دمشق" ہی میں ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲-۱۳ء میں ہوئی۔ موصوف کو حصن کیفا کی طرف انتساب کے باعث "حصکفی" اور "دمشق" میں سکونت پذیر ہونے کے باعث "دمشقی" کہا جاتا ہے۔ موصوف بہت بڑے عالم، محدث، فقیہ، نحوی، ادیب اور بلا کے حافظہ کے مالک تھے۔ علماء و فقہاء کے نزدیک یہ کتاب بڑی معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے اور آج کل اکثر و بیشتر فتاویٰ میں اسی کتاب کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں علامہ خیر الدین رملی اور امام محمد محاسنی خطیب "دمشق" المتوفی ۱۰۷۲ھ-۱۶۶۲ء شامل ہیں اور صاحب خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر" اپنے آپ کو ان کے شاگردوں میں شمار کرتے ہیں۔ موصوف "شام" کے مفتی تھے۔ پہلے انہوں نے "خزائن الاسرار و بدائع الافکار" کے نام سے "تنویر الابصار" کی مبسوط اور مفصل شرح لکھنے کا ارادہ کیا جس کے بارے میں ان کا اندازہ تھا کہ دس جلدوں میں مکمل ہوگی لیکن "باب الوتر والنوافل" تک لکھنے کے بعد اس کو چھوڑ کر مختصر شرح "الدر المختار" کے نام سے تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "ملتقی الابحر" کی شرح "الدر المنتقی" کے نام سے تحریر فرمائی جو "مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر" کے حاشیہ پر مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث اور نحو میں متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰ شوال ۱۰۸۸ھ/ ۶ دسمبر ۱۶۷۷ء کو دمشق میں ہوئی اور "باب الصغیر" کے قبرستان میں مدفون ہوئے رحمہ اللہ۔

ردالمحتار علی الدر المختار

یہ "در مختار" کا حاشیہ ہے جو سید محمد امین عابدین بن سید عمر عابدین شامی نے تحریر فرمایا ہے یہ "دمشق" کے رہنے والے تھے اور وہیں ان کی پیدائش ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۳-۸۴ء میں ہوئی۔ چھوٹی بڑی متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اسماعیل پاشا بغدادی نے ۴۰ کتابیں نام بنام شمار کرائی ہیں۔ ۳۲ اہم اور قیمتی رسائل ۲ جلدوں میں "رسائل ابن عابدین" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ" دو جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔ نیز "البحر الرائق" کا حاشیہ "منحۃ الخالق" کے نام سے تحریر فرمایا ہے جو "البحر الرائق" کے حاشیہ پر چھپ گیا ہے۔ لیکن جو شہرت اور مقبولیت "ردالمحتار" کو حاصل ہوئی وہ دیگر تصانیف کو حاصل نہ ہو سکی۔ چونکہ مصنف "شام" کے رہنے وا

تھے اس لیے ان کی اس کتاب کو "شامی" یا "فتاوٰی شامیہ" بھی کہا جاتا ہے۔

پاکستان کے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں علامہ ابن عابدین شامی انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقوٰی شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور سے اپنی ذمہ داری پر کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اپنے سے پہلے کی کتابوں میں سے کسی نہ کسی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ اگر ان اقوال میں بظاہر تعارض ہو تو اس کو رفع کرنے کے لیے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں۔ اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہوجائے خود اپنی رائے ظاہر نہیں فرماتے۔ اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں وہاں بھی بالعموم آخر میں "تأمّل" یا "تدبر" کہہ کر خود بری ہوجاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفا نہیں ہوتی۔ لیکن یہ طریقہ "ردالمحتار" میں تو رہا ہے مگر چونکہ علامہ شامی نے "البحرالرائق" کا حاشیہ "منحۃ الخالق" اور "تنقیح الفتاوی الحامدیہ" بعد میں لکھا ہے اس لیے ان کتابوں میں مسائل زیادہ منقح انداز میں آتے ہیں جنہیں پڑھ کر فیصلہ کن بات معلوم ہو جاتی ہے" (البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۲۲۲/۲ ۲۱) مصنف اپنے زمانہ کے بہت بڑے فقیہ اور عالم تھے آج کل مفتیان کرام "درمختار" اور "ردالمحتار" پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں موصوف کا انتقال ۲۱/ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ جولائی (۱۸۳۶ء) کو دمشق میں ہوا اور "باب الصغیر" کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری کا "شامی" کے ساتھ شغف اور ان کی رائے "شامی" کے بارے میں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "فتوٰی لکھنے میں حضرت اکثر "شامی" ملاحظہ فرمایا کرتے مگر جس قول کے وہ ناقل ہوتے اس کو تو حضرت حجت سمجھتے اور جو صاحب شامی کی ذاتی رائے ہوتی اس کو حجت قرار نہ دیتے بلکہ تنقید و تحقیق کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ معاصر ہیں ھم رجال ونحن رجال ان کی رائے ہم پر حجت نہیں جب تک کہ اسلاف کے قول سے مؤید نہ ہو" تذکرۃ الخلیل ص ۲۹۴ چونکہ علامہ شامی اس کی تکمیل نہیں فرما سکے تھے اس لیے موصوف کے صاحبزادے علامہ علاء الدین محمد نے اس کا تکملہ "قرۃ عیون الاخیار تکملہ ردالمحتار

علی الدر المختار" کے نام سے تحریر فرمایا ہے جو دو جلدوں میں مصر سے شائع ہو چکا ہے۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع

یہ کتاب ملک العلماء ابوبکر بن مسعود بن احمد علاء الدین کاسانی کی تصنیف لطیف ہے جو علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد سمرقندی (المتوفی ۵۴۰ھ/۱۱۴۵-۴۶ء) مصنف تحفۃ الفقہاء کے شاگرد ہیں بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یہ کتاب "تحفۃ الفقہاء" کی شرح ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ معروف معنوں میں شرح نہیں ہے بلکہ "تحفۃ الفقہاء" کے زمانہ تالیف تک فقہ حنفی کے موضوع پر جتنی بھی کتابیں تالیف کی گئی تھیں ان میں حسن ترتیب کے لحاظ سے یہ کتاب سب پر فائق تھی لیکن یہ تھا بہرحال "قدوری" کی طرح کا ایک متن جس میں "قدوری" کے مسائل سے کچھ زائد مسائل جمع کیے گیے تھے۔ متن ہونے کے باعث یہ کتاب تفصیلی دلائل اور اعتراضات کے جوابات نیز مسائل کی تفصیلی صورتوں کے بیان سے خالی تھی۔ علامہ کاسانی نے اپنے استاد کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اور ان کی اس روش پر چلتے ہوئے جو انہوں نے "تحفۃ الفقہاء" میں اختیار فرمائی تھی ایک مفصل کتاب تحریر فرمائی جو حسن ترتیب کے لحاظ سے آج تک اپنی نظیر آپ ہے۔ اسی بنا پر اسکو اسکی شرح کہہ دیا جاتا ہے یہ کتاب نہ صرف حسن ترتیب کے لحاظ سے بے نظیر ہے بلکہ مسائل کے دلائل اصول وکلیات کی صورت میں اس انداز سے بیان کئے گئے ہیں کہ جس سے نہ صرف مسئلہ کے بارے میں شرح صدر اور اطمینان کامل میسر آتا ہے بلکہ فقہ سے ایک خاص مناسبت پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ شارح ابوداؤد شریف حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کی رائے گرامی اس کتاب کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں۔

"اوقات فراغ میں حضرت بدائع کو اکثر دیکھا کرتے۔ بارہا سنا ہے کہ حضرت اس کے مصنف کو بہت دعائیں دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ واقعی یہ شخص فقیہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فقہ ہی کے واسطے پیدا فرمایا تھا۔ مولوی ظفر احمد صاحب نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت فقہ سے مناسبت پیدا ہونے کی کوئی صورت ارشاد فرمادیں فرمایا مفتیوں کی عادت یہ ہے کہ صرف استفتاء آنے کے وقت کتابیں دیکھتے ہیں اس سے کام نہیں چلتا اور جواب میں بہت غلطی ہوجاتی ہے کیونکہ اس وقت جلدی میں ایک جگہ کو دیکھ کر جواب لکھ دیتے ہیں حالانکہ دوسرے مقام میں اسی مسئلہ کے اندر تفصیل معلوم ہوتی

ہے جس سے اس واقعہ مسئولہ کا حکم بدل جاتا ہے پس فقہ سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے، شامی اور بدائع کو بالاستیعاب دیکھنا چاہیئے۔ ہمارے حضرت گنگوہیؒ نے شامی کو کئی بار بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس وقت بدائع مطبوع نہیں ہوئی تھی۔ اب میں شامی کے ساتھ اسکے مطالعہ کو بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ حقیقت میں بدائع عجیب کتاب ہے ایک بار فرمایا کہ جزئیات تو زیادہ شامی میں ہیں مگر اصول اور فقہ کی لِم زیادہ بدائع میں ہیں کہ اس سے مناسبت ہو جائے تو فقہ میں طبیعت چلنے لگے" (تذکرۃ الخلیل ۲۹۴) علامہ کاسانی نے جب اپنی یہ کتاب اپنے استاد کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے فرط مسرت میں آکر اپنی اس فقیہہ "فاطمہ" بیٹی کا نکاح علامہ سے کر دیا جو اپنے والد کی کتاب "تحفۃ" کی حافظ تھی اور اس کو اس کا مہر مقرر کر دیا۔ اسی لیے لوگوں میں مشہور ہو گیا "شرح تحفتہ وتزوج ابنتہ" یعنی ان کی کتاب "تحفہ" کی شرح کرکے ان کی بیٹی سے نکاح کر لیا بعد ازاں بعض وجوہ کی بناء پر شاہ روم نے ان کو "حلب" میں نورالدین محمود کے پاس بھیج دیا انہوں نے ان کو علاقہ "حلاویہ" کا والی بنا دیا۔ وہیں پہلے ان کی بیوی فاطمہ کا انتقال ہوا پھر کچھ عرصہ بعد بروز اتوار بعد ظہر ۱۰ رجب ۵۸۷ھ ر اگست ۱۱۹۱ء کو علامہ کاسانی کا بھی انتقال ہو گیا اور شہر حلب سے باہر "مقام ابراہیم الخلیل" کے اندر اپنی بیوی کی قبر کے ساتھ مدفون ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں بدائع کے علاوہ "السلطان المبین فی اصول الدین" بھی ہے۔

<u>بحر الرائق فی شرح کنز الدقائق</u>: فقہ حنفی کی مشہور کتاب "کنز الدقائق" کی یہ شرح ہے۔ کنز الدقائق امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد معروف بہ حافظ الدین النسفی المتوفیٰ ربیع الثانی ۷۱۰ھ ر ۱۳۱۰ء کی تصنیف لطیف ہے۔ موصوف نے پہلے ایک جامع متن فقہ حنفی کا تیار کیا جس کا نام رکھا "وافی" پھر اپنے تحریر کردہ متن وافی کی شرح لکھی اور اس کا نام رکھا "کافی"۔ اس کے بعد وافی کا مزید اختصار کیا جس میں زیادہ پیش آنے والے مسائل کا اندراج کیا اس متن کو انہوں نے "کنز الدقائق" کے نام کے ساتھ موسوم کیا۔ موصوف فقہاء احناف میں بہت بڑی حیثیت کے مالک ہیں۔ بعض حضرات نے ان کو فقہاء کرام کے طبقات سبعہ میں سے چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے اور

بعض حضرات نے ان کو دوسرے طبقہ یعنی مجتہد فی المذہب میں شمار کیا ہے بلکہ یہاں تک کہا کہ یہ آخری مجتہد فی المذہب ہیں ان کے بعد کوئی مجتہد فی المذہب پیدا نہیں ہوا۔

فقہ حنفی کے وہ متون جن کے مسائل دیگر شروح وحواشی وفتاویٰ کے مقابلہ میں راجح قرار دئے جاتے ہیں ان میں سے چار متون بہت مشہور اور قابل اعتماد ہیں جنہیں "متون اربعہ" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ کنز الدقائق" ان متون اربعہ میں سے ایک ہے۔ اس سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے اکابر فقہاء نے اس کی شرح لکھی ہے۔ لیکن ان شروح میں جو شہرت اور اعتماد "البحر الرائق" کو حاصل ہے وہ دیگر شروح کو حاصل نہ ہو سکا۔

یہ شرح علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم الحنفی مصری کی تالیف ہے جن کے مختصر حالات ہم نے آگے "الاشباہ والنظائر" کے تعارف کے ذیل میں ذکر کر دیے ہیں۔ اس کتاب میں جہاں کہیں "قال الشارح) ایسے الفاظ آئیں وہاں "شارح" سے علامہ زیلعی صاحب "تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق" مراد ہوتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ اپنی اس شرح کی تکمیل نہ فرما سکے "باب الاجارۃ الفاسدہ" تک شرح تحریر فرمائی تھی اس کے بعد اجل نے مہلت نہ دی اور اس طرح یہ شرح نامکمل رہ گئی۔ بعد میں علامہ محمد بن حسین بن علی الطوری ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ء نے اس کی تکمیل فرمائی۔ البحر الرائق کی آٹھویں جلد انہی کی تحریر کردہ ہے جو درحقیقت اس کا تکملہ وتتمہ ہے۔

الاشباہ والنظائر

فقہ حنفی کی یہ بے نظیر کتاب ابوحنیفہ ثانی علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم حنفی المتوفی ۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء کی تالیف ہے جس کے بارے میں علامہ حلبی فرماتے ہیں "لم یر للحنفیۃ مثلہ" یعنی حنفیہ کے ہاں اس جیسی کتاب دیکھنے میں نہیں آئی مصنف کی پیدائش قاہرہ میں ۹۲۶ھ میں ہوئی۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا اور شیخ شرف الدین البلقینی ایسے کبار مشائخ ان کے اساتذہ میں شامل ہیں اور ان کے شاگردوں میں ان کے بھائی علامہ عمر المتوفی ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء مصنف "النہر الفائق فی شرح کنز الدقائق" اور علامہ محمد غزی تمرتاشی صاحب المنح شامل ہیں۔

علامہ ابن نجیم متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں " الاشباہ والنظائر" کے علاوہ "البحر الرائق

شرح کنز الدقائق،، لب الاصول مختصر تحریر الاصول،، "فتح الغفار شرح المنار" ایسی اہم کتب شامل ہیں۔ "الاشباہ والنظائر" سات فنون پر مشتمل ہے پہلا فن "قواعد کلیہ" کے بیان میں دوسرا فن "فوائد وضوابط" کے بیان میں۔ اس فن کے بارے میں خود مصنف فرماتے ہیں کہ مدرس، مفتی اور قاضی کے لیے پوری کتاب میں سب سے زیادہ نافع ہے۔ تیسرا فن "جمع وفرق" کے بیان میں۔ اس کے بارے میں علامہ چلپی کا فرمانا کہ مصنف اس کی تکمیل نہ فرما سکے۔ بعد میں ان کے بھائی علامہ عمر نے اس کی تکمیل کی صحیح نہیں ہے چوتھا فن "الغز" یعنی فقہی چیستانوں کے بیان میں پانچواں فن "حیل" یعنی حیلوں کے بیان میں ہے۔ چھٹا فن "فروق" کے بیان میں ہے یہی فن درحقیقت "الاشباہ والنظائر" کے نام سے موسوم ہے۔ پوری کتاب کا نام "الاشباہ والنظائر" رکھنا دراصل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے۔ یہی وہ فن ہے جس کی تکمیل مصنف نہ فرما سکے بعد میں ان کے بھائی علامہ عمر بن نجیم نے اس کی تکمیل فرمائی اور ساتواں فن "حکایات ومراسلات" کے بیان میں ہے "الاشباہ والنظائر" فقہ کی اصطلاح میں ان مسائل کو کہا جاتا ہے جو آپس میں بظاہر ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں لیکن کسی دقیق فرق کے باعث ان کے احکام مختلف ہوتے ہیں اور جمع وفرق سے مراد وہ امور ہیں جو آپس میں ایک یا زیادہ احکام میں متحد ہونے کے باوجود بعض احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اس کی متعدد حضرات نے شروح لکھی ہیں لیکن آج کل جو استناد واعتماد اور شہرت علامہ احمد بن محمود الحموی الحنفی (المتوفی ۱۰۹۸ھ) کی شرح عیون البصائر علی محاسن الاشباہ والنظائر" کو حاصل ہے وہ اور کسی شرح کو میسر نہیں۔

موصوف نے متعدد مسائل پر مختلف رسائل بھی تالیف فرمائے۔ ترکی سے شرح الاشباہ والنظائر للحموی دو جلدوں میں جو طبع ہوئی تھی اس کی دوسری جلد کے آخر میں علامہ ابن نجیم کے ۴۲ رسائل طبع ہوئے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں بیروت سے دو رسالوں کے اضافہ کے ساتھ ۴۴ رسائل کا مجموعہ "رسائل ابن نجیم" کے نام سے طبع ہوا ہے۔ علامہ زرکلی کا ۴۱ بتانا صحیح نہیں ہے۔ موصوف کا انتقال ۸ رجب ۹۷۰ھ/۱۵۶۳ء کو قاہرہ" میں ہوا اور وہیں حضرت سیدہ سکینہ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ چونکہ "الاشباہ والنظائر" میں ایجاز واختصار بہت ہے اس لیے علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے تاوقتیکہ اس کے حواشی نہ دیکھ لیے جائیں۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق

یہ بھی کنز الدقائق'' کی شرح ہے جو علامہ ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی کی تصنیف ہے موصوف حدیث فقہ، نحو، فرائض کے اپنے دور میں امام تھے۔

یہ اصلاً بحر حبشہ کے ساحل پر واقع ''شہر زیلع'' کے باشندہ تھے۔ ۷۰۵ھ میں قاہرہ تشریف لائے اور وہاں تدریس افتاء اور دیگر علوم دینیہ کی نشر و اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ موصوف کو اپنے ہم وطن مشہور محدث علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الحنفی الزیلعی (المتوفی ۷۶۲ھ/۱۳۶۰ء) صاحب ''نصب الرایہ'' کا استاذ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ کنز الدقائق کی یہ شرح علماء کرام کے ہاں بڑی مقبول اور معتمد علیہ قرار دی جاتی ہے۔ مصر سے چھ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ موصوف کا انتقال رمضان المبارک ۷۴۳ھ/۱۳۴۳ء کو ہوا اور قرافۃ الصغریٰ (جسے قرافۃ الشافعی بھی کہا جاتا ہے) میں دفن ہوئے۔ ہدایہ اور فقہ حنفی کی کتابوں میں جو ''احادیث احکام'' ذکر ہوئی ہیں ان کے بارے میں علامہ زیلعی کی ایک کتاب ''برکۃ الکلام علی احادیث الاحکام'' کا ذکر بھی کیا جاتا ہے۔

رمز الحقائق شرح کنز الدقائق

یہ بھی کنز الدقائق کی مختصر شرح ہے جو محدث شہیر علامہ محمود بن احمد بدر الدین العینی کی تصنیف ہے۔ ۷۶۲ھ/۱۳۶۱ء کو آپ کی ولادت مصر میں ہوئی اور بقول بعض مؤرخین ''حلب'' میں ہوئی اور ۷۸۸ھ میں آپ قاہرہ تشریف لائے ''حلب'' سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک عظیم اور خوبصورت شہر ''عین تاب'' کے چونکہ آپ قاضی رہے ہیں اس لیے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو ''عینی'' کہا جاتا ہے۔ اور بقول بعض آپ کی ولادت بھی اسی شہر میں ہوئی ہے قاہرہ میں بھی آپ قاضی بلکہ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) رہے ہیں۔ تمام علوم وفنون میں بڑی مہارت اور وسعت نظر کے حامل تھے۔ خصوصاً احادیث کی تخریج اور ان کی بہتر انداز سے شرح کرنے کا بڑا ملکہ آپ کو حاصل تھا چنانچہ بخاری شریف، اور شرح معانی الآثار للطحاوی کی شرحیں اس پر شاہد عدل ہیں نیز سنن ابو داؤد کی شرح اور رجال طحاوی پر بھی ان کی کتاب موجود ہے گو تا حال یہ غیر مطبوعہ ہیں موصوف کا انتقال ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء کو قاہرہ میں ہوا اور جامعہ ازہر کے قریب اپنے اس ''مدرسہ بدریہ'' میں دفن ہوئے جس کی تاسیس انہوں نے خود کی تھی اور اپنی کتابیں بھی اس میں وقف کر دی تھیں۔ ان کے

والد "عین تاب" کے قاضی تھے بعد میں یہ اپنے والد کے نائب بنا دیئے گئے تھے۔ ایک بار دمشق گئے اور بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے وہیں علاء الدین سیرانی سے ملاقات ہوئی وہ انہیں اپنے ساتھ قاہرہ لے آئے۔ قاہرہ میں قضاء کے ساتھ ساتھ مدرسہ مؤیدیہ میں تدریس حدیث اور مدرسہ محمودیہ میں تدریس فقہ بھی ان کے سپرد تھی۔ بعد میں جامع ازہر کے قریب مدرسہ بدریہ کے نام سے خود اپنا مدرسہ قائم کر لیا۔ کسی حاسد دشمن کے باعث بعض مصائب میں موصوف مبتلا ہوئے تو ان سے نجات ملنے پر اس کے شکر کے طور پر موصوف نے "رمز الحقائق شرح کنز الدقائق" تالیف فرمائی

هدایه: شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی کی یہ تالیف ہے۔ مصنف نے پہلے ایک متن "بدایۃ المبتدی" کے نام سے لکھا جو "مختصر القدوری" اور امام محمد رحمۃ اللہ کی "جامع صغیر" کو ملا کر تیار کیا تھا اور بوقت ضرورت اس پر اضافہ بھی کیا پھر اس کی ایک بڑی ضخیم شرح لکھی اور اس کا نام "کفایۃ المنتہی" رکھا لیکن بعد میں مصنف نے محسوس کیا کہ اس شرح میں کچھ اطناب ہو گیا ہے اس کی طوالت اور لوگوں کی کم ہمتی کے باعث کہیں یہ کتاب بالکل متروک ہی نہ ہو جائے اس لیے دوبارہ نسبتاً مختصر شرح "ہدایہ" کے نام سے تحریر فرمائی۔ چونکہ "متن" مختصر القدوری اور جامع صغیر سے مرتب ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ ہدایہ درحقیقت ان دونوں کتابوں کی مفصل شرح ہے۔ علامہ چلپی فرماتے ہیں کہ مصنف کو "ہدایہ" کی تالیف میں ۱۳ سال کا طویل عرصہ خرچ کرنا پڑا ہے اور اس دوران مصنف مسلسل اور پیہم روزے رکھتے رہے اور سال کے ان پانچ دنوں کے علاوہ جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے کبھی روزہ کا ناغہ نہیں کیا اور موصوف کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ کسی کو روزہ کی اطلاع نہ ہو۔ اسی کی برکت ہے کہ اس کتاب کو وہ قبولیت حاصل ہوئی جو کسی اور کتاب کو میسر نہ ہو سکی چنانچہ ہدایہ کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ان الهداية كالقرآن قد نسخت ما صنفوا قبلها في الشرع من كتب

فاحفظ قواعدها واسلك مسالكها يسلم مقالك من زيغ ومن كذب

یعنی "ہدایہ" نے قرآن کی طرح پہلے کی تصنیف شدہ کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا اس کے قواعد کو یاد کرو اور اس کے راستوں پر چلو تو تمہاری بات جھوٹ اور کجی سے محفوظ ہو جائے گی۔ بڑے بڑے اکابر نے ہدایہ کے شروح وحواشی تحریر فرمائے ہیں۔ سب سے پہلے ہدایہ کی شرح لکھنے کا شرف امام کبیر، فقیہ بے نظیر، محدث جلیل اور مفسر عظیم علی بن محمد حمید الدین الضریر البخاری (المتوفی ۶۶۷ھ/ ۱۲۶۹ء) کو حاصل ہوا۔ انہوں نے "ہدایہ" کے مواضع مشکلہ پر تعلیقات لکھیں اور ان کا نام "الفوائد" رکھا۔ لیکن علامہ سیوطی کا کہنا ہے کہ ترکستان کے شہر "سغناق" کے فقیہ شہیر حسن بن علی سغناقی "ہدایہ" کے پہلے شارح ہیں ان کی شرح ہدایہ کا نام "نہایہ" ہے۔ مولانا عبدالحی فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے یہ "ہدایہ" کی شروح میں سے سب سے بسیط اور مفصل شرح ہے۔ ممکن ہے کہ علامہ سیوطی نے "الفوائد" کو اس لیے پہلی شرح شمار نہ کیا ہو کہ وہ صرف مشکل مقامات کی شرح ہے نہ مکمل کتاب کی ورنہ وہ بہرحال مقدم ہے۔ ہدایہ کی چار جلدیں ہیں پہلی عبادات کے بیان میں اور دوسری نکاح، طلاق، عتاق، ایمان، سیر، حدود، شرکت، لقطہ، وقف وغیرہ کے بیان میں ہے اور تیسری بیوع، کفالت، حوالہ، وکالت، ادب القاضی، شہادۃ دعویٰ، مضاربت، ودیعت، ہبہ اور اجارہ وغیرہ پر مشتمل ہے اور چوتھی جلد میں شفعہ، رہن، قسمت مزارعت، کراہیت، احیاء موات، صید و ذبائح، جنایات، اور وصایا وغیرہ کا بیان ہے۔ مصنف ہدایہ کا انتقال ۵۹۳ھ/ ۱۱۹۷ء کو سمرقند میں ہوا۔ صاحب ہدایہ کو بعض حضرات "اصحاب ترجیح" میں شمار کرتے ہیں جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ انہیں "مجتہدین فی المذہب" میں شمار کرنا چاہیے۔

فتح القدیر للعاجز الفقیر

یہ ہدایہ کی مشہور اور مستند اول شرح ہے جو علامہ محمد بن عبدالواحد کمال الدین الشہیر بابن الہمام کی تالیف ہے علامہ ابن ہمام کے والد بلاد روم کے علاقہ "سیواس" کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے قاہرہ شریف لے گئے پھر اسکندریہ کے قاضی مقرر ہوئے وہیں نکاح کیا اور ۷۸۸ھ یا ۷۹۰ھ میں علامہ ابن ہمام کی پیدائش ہوئی۔ موصوف کو تمام دینی علوم بالخصوص تفسیر حدیث فقہ اصول، نحو اور کلام اور منطق میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن نجیم نے ان کو اصحاب ترجیح فقہاء میں شمار کیا ہے اور بعض نے ان کو اہل اجتہاد میں شمار کیا ہے۔ موصوف اپنی اس شرح کو مکمل نہ فرما

سے۔ کتاب الوکالہ کے کچھ ابتدائی حصہ تک شرح فرمائی ہے بعد میں مفتی شمس الدین احمد بن قودر معروف بہ "قاضی زادہ رومی" المتوفیٰ ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء نے اس کی تکمیل فرمائی اور اپنے اس تکملہ کا نام "نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار" رکھا کیونکہ بقول ان کے ۳ ہزار ایسی تحقیقات ہیں جو ان سے پہلے کسی قلم سے نہیں نکلیں صرف انہیں کے نظر وفکر کا وہ نتیجہ ہیں۔ علامہ ابن ہمام کی شرح سات جلدوں میں اور اس کا تکملہ ۳ جلدوں میں مصر سے طبع ہو چکا ہے اس طرح فتح القدیر مع تکملہ دس جلدوں پر مشتمل ہو گئی ہے۔ فتح القدیر کے ساتھ حاشیہ پر ہدایہ کی دو اور شرحیں بھی چھپی ہوئی ہیں ایک "عنایہ" علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی المتوفیٰ ۷۸۶ھ/۱۳۸۳ء کی اور دوسری "کفایہ" علامہ جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی کی۔ علامہ ابن ہمام کا انتقال قاہرہ میں ۷ رمضان ۸۶۱ھ/۱۴۵۷ء کو ہوا۔ موصوف صاحب کشف وکرامت صوفی بھی تھے۔ خلاف مذہب ان کے تفردات پر فتویٰ نہیں دیا جاتا۔

غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام

یہ درر الحکام کا حاشیہ ہے اور "درر الحکام" علامہ محمد بن فراموز المشہیر بہ "مولیٰ خسرو" و "ملا خسرو" کی تصنیف ہے جو محمد خان بن مراد خاں کے دور خلافت میں فوج کے قاضی تھے بعد میں قسطنطنیہ کے قاضی بنا دیے گئے تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ کے بحر زخار تھے۔ موصوف نے پہلے ایک متن "غرر الاحکام" کے نام سے تالیف فرمایا بعد ازاں خود ہی اس کی شرح لکھی اور اس کا نام رکھا "درر الحکام فی شرح غرر الاحکام" اس کی تالیف بروز ہفتہ ۱۲ ذی قعدہ ۸۷۷ھ کو شروع ہوئی اور ہفتہ ہی کے روز ۲ جمادی الاولیٰ ۸۸۳ھ کو اختتام پذیر ہوئی۔ "ملا خسرو" کے نام کے ساتھ مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے والد اصلاً غیر مسلم رومی تھے بعد میں وہ اسلام لائے اور اپنی ایک لڑکی کا نکاح ایک "خسرو" نامی حاکم کے ساتھ کر دیا۔ باپ کے انتقال کے بعد یہ اپنے بہنوئی "خسرو" کے پاس اپنی بہن کے ساتھ رہنے لگے اور لوگ انہیں "اخو زوجۃ خسرو" یعنی خسرو کی بیوی کا بھائی کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ "اخو زوجۃ" کے لفظ کثرت استعمال سے حذف ہو گئے اور ان کو "ملا خسرو" ہی کہا جانے لگا۔ موصوف کا انتقال ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء کو قسطنطنیہ میں ہوا۔ "درر الحکام" کا یہ حاشیہ "غنیۃ ذوی الاحکام

ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری شرنبلالی کی تصنیف ہے موصوف "مصر" کے قریب ایک شہر "شرابلولہ" کے رہنے والے تھے۔ اسی شہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے خلاف قیاس ان کو "شرنبلالی" کہا جاتا ہے۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ اور متعدد کتابوں کے مصنف، مثلاً "نورالایضاح" اور اس کی شرح "امداد الفتاح" پھر اس شرح کا اختصار کیا "مراقی الفلاح" کے نام سے اور متفرق مسائل میں چھوٹے چھوٹے ۶۰ رسائل تالیف فرمائے۔ درالحکام کا یہ حاشیہ ان کی کتابوں میں سب سے زیادہ مہتم بالشان ہے اس کی تالیف سے مصنف ۱۰۳۵ھ/۱۶۲۶ء کے اواخر میں فارغ ہوئے موصوف کا انتقال رمضان ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں ہوا۔

فتاویٰ انقرویہ

یہ شیخ الاسلام مولی محمد بن حسین انکوری کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ موصوف ترکی علماء میں مشہور حنفی فقیہ ہیں انکی کوریہ (انقرہ) میں پیدائش ہوئی۔ اسی کی طرف نسب کرتے ہوئے "انکوری" یا "انقروی" کہا جاتا ہے قسطنطنیہ میں تعلیم حاصل کی۔ مصر، قسطنطنیہ وغیرہ میں قاضی رہے بعد میں انہیں ترکی حکومت میں "شیخ الاسلام" بنا دیا گیا لیکن اس کے بعد جلد ہی ان کی وفات ہو گئی تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں ۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ علامہ چلپی فتاویٰ انقرویہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام اور فقہاء عظام کے ہاں مقبول ہے۔ ۲ جلدوں میں مصر سے طبع ہو چکا ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ

یہ فتاویٰ فقیہ شہیر محمد بن احمد بن عمر ظہیر الدین بخاری کی تصنیف ہے۔ جو اپنے زمانے میں علوم دینیہ کے اندر یکتائے روزگار تھے نیز "بخاری" کے محتسب بھی تھے۔ ابتداءً تحصیل علم اپنے والد سے کی بعدازاں دیگر اکابر و افاضل عصر سے یہاں تک کہ آخر میں صاحب خلاصۃ الفتاویٰ کے ماموں علامہ ظہیر الدین حسن بن علی بن عبدالعزیز مرغینانی کے پاس پہنچے جو ان کی صلاحیت کے باعث دیگر طلباء پر ان کو فوقیت دیتے اور ان کا خصوصی احترام فرماتے تھے۔ صاحب فتاویٰ ظہیریہ کا انتقال ۶۱۹ھ/۱۲۲۲ء میں ہوا۔ علامہ لکھنوی فرماتے ہیں کہ میں نے "فتاویٰ ظہیریہ" کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اس کو ایک

معتبر کتاب اور فوائد کثیرہ کا حامل پایا ہے۔ بعض حضرات نے اس کتاب کو موصوف کے استاذ ظہیر الدین بن حسن بن علی بن عبد العزیز مرغینانی کی طرف اور بعض نے استاذ کے والد علی بن عبد العزیز مرغینانی کی طرف اس کو منسوب کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ غلطی کا سبب یہ ہے کہ ان دونوں باپ بیٹوں کا لقب بھی ظہیر الدین ہے۔ فرق کیلئے باپ کو ظہیر الدین کبیر اور بیٹے کو ظہیر الدین صغیر کہا جاتا ہے۔ علامہ لکھنوی نے اس غلطی کو مفصل طور پر " علی بن عبد العزیز کے ترجمہ کے ذیل میں الفوائد البہیہ ص ۱۲۱ پر ذکر فرمایا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان

یہ امام کبیر حسن بن محمود فخر الدین اوزجندی فرغانی معروف بہ " قاضیخان" کی تصنیف ہے۔ انہیں علوم دینیہ خصوصاً فقہ میں ید طولیٰ حاصل تھا حتیٰ کہ علامہ احمد بن کمال پاشا نے ان کو " مجتہدین فی المسائل " کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا ہے کہ ان کی تصحیح دوسروں کی تصحیح پر مقدم ہے کیونکہ یہ " فقیہ النفس " ہیں اور علامہ چلپی ان کی کتاب " فتاویٰ قاضیخان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ مشہور و مقبول ہے اور علماء و فقہاء کے ہاں متداول ہے اور اس قابل ہے کہ ہر وقت قاضی و مفتی کے پیش نظر رہے۔

اس فتاویٰ میں امام قاضیخان کا دستور یہ ہے کہ اگر کہیں کسی مسئلہ کے سلسلہ میں متاخرین کے متعدد اقوال نقل کرتے ہیں تو جو قول ان کے نزدیک راجح اور زیادہ قابل اعتماد ہوتا ہے اسے وہ سب سے پہلے ذکر کرتے ہیں۔ اس اصول کو انہوں نے خود اپنے فتاویٰ کے خطبہ میں ذکر فرمایا ہے۔

مصنف " فرغانہ " کے قریب اصبہان کے اطراف میں ایک شہر " اوزجند " کے رہنے والے ہیں قاضیخان بھی صاحب " خلاصۃ الفتاویٰ " کے ماموں اور صاحب " فتاویٰ ظہیریہ " کے استاذ علامہ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی کے شاگرد ہیں قاضیخان کے شاگردوں میں جمال الدین ابو الحامد محمود حصیری بخاری شارح سیر کبیر و زیادات اور شمس الائمہ محمد کردری جیسے اکابر شامل ہیں موصوف کا انتقال نصف رمضان کی شب کو ۵۹۲ھ ۱۱۹۶ء میں ہوا۔ یہ فتاویٰ چار جلدوں میں کلکتہ سے اور مصر سے فتاویٰ عالمگیری کی پہلی تین جلدوں کے حاشیہ پر چھپ چکا ہے۔

الفتاویٰ المہدیہ فی الوقائع المصریہ

یہ شیخ محمد عباسی مہدی مصری کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ ان کے والد کا انتقال

جب ہوا تو ان کی عمر اس وقت تین سال تھی۔ معاشی حالت ناگفتہ بہ تھی لیکن بایں ہمہ انہوں نے بڑی محنت سے جامع ازہر میں تعلیم حاصل کی۔ ۲۱ سال کی نوعمری میں ان کو منصب افتاء کا اعزاز حاصل ہوا۔ نوعمری کے باعث ان پر بہتوں کو حسد بھی پیدا ہوا۔ لیکن یہ ان کے حق میں اس طور سے مزید مفید ثابت ہوا کہ وہ اپنے فتاویٰ انتہائی محنت اور جانفشانی سے لکھتے اور حتی الامکان تحقیق کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش فرماتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دور میں اس منصب کے اہل ترین فرد بن گئے ۱۲۸۷ھ میں ان کو افتاء کے ساتھ ساتھ "شیخ الاسلام" ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس منصب کی ذمہ داریوں سے بھی وہ بڑی حسن و خوبی عہدہ سے برا ہوئے۔ تقریباً ۵۲ سال تک انہوں نے افتاء کا کام کیا ہے اور ۱۸ سال تک "شیخ الاسلام" کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔ ۱۳۱۵ھ/۷/۸-۱۸۹۸ء میں موصوف نے داعی اجل کو لبیک کہا اور "قرافۃ المجاورین" میں دفن ہوئے۔ مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے اس فتاویٰ کی ایک خصوصیت کے بارے میں "ارشاد فرمایا کہ "حنفیہ کی کتابوں میں سے جس کتاب نے وقف کے مسائل کو سب سے زیادہ شرح و بسط اور انضباط کے ساتھ بیان کیا ہے وہ فتاویٰ مہدویہ ہے" البلاغ مفتی اعظم نمبر ص ۲۰۲

معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام

یہ کتاب شیخ علاء الدین ابوالحسن علی بن خلیل طرابلسی حنفی کی تالیف ہے مصنف نے اس کتاب کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے قسم اول علم القضاء کے مبادی و مقدمات کے بیان میں قسم دوم انواع بینات کے بیان میں۔ اس قسم کو مصنف نے ۵۱ بابوں پر تقسیم کیا ہے قسم سوم سیاست شرعیہ کے احکام کے بیان میں۔ یہ کتاب مصر سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔ قاضیوں کے لیے اس کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوگا مصنف کا انتقال ۸۴۴ھ/۱۴۴۰ء کو ہوا۔

لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام

یہ کتاب امام ابوالولید ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن شحنہ حلبی کی تالیف ہے موصوف نے قضاء اور اس کے متعلقات کے بیان کے لیے یہ کتاب ترتیب دی تھی اور اس کو تیس فصلوں پر تقسیم کیا تھا جس کی اجمالی فہرست موصوف نے دیباچہ میں ذکر کی ہے۔ لیکن ابھی اپنی

کتاب کی ۲۱ فصلیں ہی لکھ پائے تھے کہ وقت موعود آپہنچا اور آپ کتاب کو اسی نامکمل حالت میں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ موصوف کا انتقال ۸۸۲ھ / ۷-۱۴۷۸ء کو ہوا۔ موصوف "حلب" کے قاضی اور وہاں کی "جامع اموی" کے خطیب تھے۔ پھر اس کا تکملہ شیخ برہان الدین ابراہیم الخالفی العدوی نے لکھا اور اس کا نام "غایۃ المرام فی تتمۃ لسان الحکام" رکھا عام طور پر یہ دونوں کتابیں معین الحکام اور لسان الحکام مع تکملہ اکٹھے ہی چھپتی ہیں۔ میرے سامنے جو نسخہ ہے اس میں ص ۲۱۳ تک معین الحکام ہے ص ۲۱۵ سے لسان الحکام شروع ہوتی ہے اور ص ۳۷۹ سے آخر کتاب تک اس کا تکملہ ہے۔ قاضی حضرات کو معین الحکام کے ساتھ ساتھ لسان الحکام مع تکملہ بھی ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

مبسوط یہ امام ابوبکر محمد بن احمد شمس الائمہ سرخسی کی تصنیف ہے جسے انہوں نے محض اپنے حافظہ کی مدد سے "اوزجند" کے قید خانہ کے اندر ایک کنویں میں محبوس ہونے کے زمانے میں اپنے شاگردوں کو املاء کرایا تھا جو کنویں کے کنارے پہ بیٹھے ہوتے تھے یہ کتاب ۳۰ جلدوں میں مصر سے طبع ہو چکی ہے۔ اس عظیم کتاب سے امام شمس الائمہ کے رسوخ فی العلم اور تمام مسائل کی مکمل تفصیلات کے استحضار کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ابن کمال پاشا نے ان کو "مجتہد فی المسائل" کے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ امام سرخسی، شمس الائمہ حلوانی (المتوفیٰ ۴۴۸ھ/۱۰۵۶ء) کے خصوصی شاگرد تھے۔ قید کی وجہ ان کی وہ نصیحت تھی جو انہوں نے کسی غیر مناسب کام پر بادشاہ وقت کو کی تھی۔ مبسوط میں کسی کسی مقام پر اختتام بحث کے موقعہ پر اپنے محبوس ہونے کا ذکر بھی کر دیتے ہیں مثلاً عبادات کے بیان کے آخر میں فرماتے ہیں ہذا آخر شرح العبادات باوضح المعانی واوجز العبادات املاء المحبوس عن الجمع والجماعات۔ موصوف کے سن وفات میں اختلاف ہے بقول بعض ۴۹۰ھ / ۷-۱۰۹۶ء اور بقول بعض ۵۰۰ھ / ۷-۱۱۰۶ء کے لگ بھگ۔

فتاویٰ عالمگیریہ متحدہ ہندوستان میں مشہور مغل فرمانروا عالمگیر (المتوفیٰ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء) نے جب باقاعدگی سے شریعت کا نفاذ ہندوستان میں کیا تو اس نے محسوس کیا کہ کئی باتیں ایسی ہیں کہ جن میں اصل شرعی مسئلہ تک پہنچنے میں دقت ہوئی ہے کیونکہ ایسی کوئی جامع کتاب موجود نہیں ہے جس میں تمام جزئیات

اور نئے پیش آنے والے مسائل کا حل مذکور ہو اس لیے انہوں نے ملک کے چیدہ چیدہ منتخب علماء کرام کا ایک بورڈ شیخ نظام الدین برہانپوری کی سربراہی میں تشکیل دیا جس نے آٹھ سال کے عرصہ میں اس فتاوٰی کی تدوین کا کام مکمل کیا۔ عالمگیر رحمہ اللہ اس کی تدوین میں خود شریک رہے۔ روزانہ کا مرتب کردہ حصہ ملا نظام سے پڑھوا کر روزانہ سنتے تھے اور بوقت ضرورت اس پر جرح قدح بھی فرماتے تھے تاکہ مسئلہ میں کوئی ابہام وغیرہ باقی نہ رہے۔ فتاوٰی عالمگیری کے متعلق "معارف" (اعظم گڑھ) کے ایک مضمون نگار لکھتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب نے علماء اور طلباء کو فقہ کی تمام کتابوں سے بے نیاز کر دیا" کتاب کی ترتیب کا طریقہ کار بیان کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں کہ "اہم مسائل پر فقہ کی مشہور اور مستند کتابوں کے اقتباسات مأخذ کے حوالوں کے ساتھ جمع کر لیے گئے ہیں اور یہ انتخاب اور ترتیب اس محنت اور احتیاط کے ساتھ کی گئی ہے کہ جو مسائل قاضی یا مفتی کو پیش آ سکتے ہیں ان کے متعلق مشہور فقہاء کی رائے بغیر کسی دشواری کے دستیاب ہو سکتی ہے"۔ اسی کو "فتاوٰی ہندیہ" بھی کہا جاتا ہے۔

فتاوٰی بزازیہ

یہ کتاب شیخ محمد بن محمد کردری خوارزمی کی تالیف ہے۔ موصوف اپنے زمانے میں علم اصول وفروع اور دیگر علوم دینیہ میں یکتائے روزگار تھے زیادہ تر علم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کیا۔ پہلے آپ " ا لل " کے قریب شہر "سرائے" میں اقامت پذیر تھے پھر اسی نہر کے ساحل پر واقع شہر "ترخان" کے باہر شہر "قریم" تشریف لے گئے یہاں پر چند سال رہ کر واپس اپنے علاقے میں تشریف لے آئے۔ پھر یہاں سے روم تشریف لے گئے۔ لیکن "روم" تشریف بری سے پیشتر انہوں نے اپنی کتاب "الجامع الوجیز" مرتب فرمائی تھی۔ اس کی تالیف سے ۸۱۲ھ/۱۴۰۹ء میں فارغ ہوئے۔ رجو آج کل فتاوٰی بزازیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔ ہمارے پیش نظر وہ نسخہ ہے —— جو ۶ جلدوں میں مصر سے شائع ہونے والے فتاوٰی عالمگیریہ کی آخری ۳ جلدوں کے حاشیہ پر چھپا ہوا ہے۔ جب کہ پہلی تین جلدوں کے حاشیہ پر فتاوٰی قاضیخان چھپا ہوا ہے۔ مؤلف فتاوٰی بزازیہ کا انتقال ۸۲۷ھ/۱۴۲۴ء کو ہوا۔ یہ کتاب بھی علماء کے ہاں بڑی معتبر اور مقبول ہے یہاں تک کہ صاحب کشف الظنون

نقل فرماتے ہیں کہ مفتی ابو السعود سے کہا گیا کہ آپ فقہ میں اہم اور زیادہ پیش آنے والے مسائل پر مشتمل کوئی کتاب کیوں نہیں تالیف فرماتے تو انہوں نے فرمایا کہ صاحب بزازیہ سے شرم کے باعث کیونکہ ان کی کتاب کے ہوتے ہوئے میرے تالیف کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

جامع الفصولین یہ شیخ بدر الدین محمود بن اسماعیل معروف بہ "ابن قاضی سماوہ" کی تصنیف ہے۔ چونکہ یہ صرف معاملات سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے اس لیے ہمیشہ یہ قاضیوں اور مفتیوں کے پیش نظر رہی ہے۔ درحقیقت یہ کتاب کچھ اضافات کے ساتھ دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔ ایک "الفصول الاستروشنیۃ" جو قاضیوں کو کثرت سے پیش آنے والے قضایا اور دعویٰ سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے اور تیس فصلوں پر منقسم ہے۔ یہ شیخ مجد الدین محمد بن محمود استروشنی المتوفی ۶۳۲ھ/۱۲۳۵-۳۴ء کی تصنیف ہے۔ اور دوسری "الفصول العمادیۃ" جو مندرجہ بالا موضوع پر شیخ ابو الفتح زین الدین عبد الرحیم بن ابی بکر عماد الدین کی تصنیف ہے۔ سمرقند میں وہ اس کی تالیف سے ۶۵۱ھ/۱۲۵۳ء میں فارغ ہوئے تھے۔ ابن قاضی سماوہ نے ان دونوں کو اس طرح جمع کر دیا کہ مکررات کو حذف کر کے کچھ ضروری مسائل کا اضافہ بھی کر دیا۔ مصنف کے والد بلاد روم میں قلعہ "سماوتہ" کے قاضی تھے۔ ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی "قونیہ" میں بھی کچھ عرصہ پڑھتے رہے پھر مصر تشریف لے آئے اور وہاں سید شریف جرجانی (المتوفی ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء) کے ساتھ اکمل الدین بابرتی سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ تمام علوم میں حذاقت و مہارت پیدا کر لی۔ جامع الفصولین کی تالیف انہوں نے جمادی الاول ۸۱۲ھ/۱۴۰۹ء میں شروع فرمائی اور صفر ۸۱۴ھ/۱۴۱۱ء کو اسے مکمل فرما دیا۔ موصوف کا انتقال ایک روایت کے مطابق ۸۲۳ھ/۱۴۲۰ء اور ایک روایت کے مطابق ۸۱۸ھ/۱۴۱۵ء کے لگ بھگ ہوا۔ یہ کتاب ۴۰ فصلوں پر مشتمل ہے۔ جو نسخہ اس وقت ہمارے سامنے ہے اس میں جامع الفصولین کے ساتھ ہی خیر الدین رملی کے حواشی بھی ہیں جو انہوں نے جامع الفصولین پر لکھے ہیں نیز حاشیہ پر جامع الصغار چھپی ہوئی ہے اور اس کے ختم ہونے کے بعد حاشیہ پر ہی آداب الاوصیاء چھپی ہے۔

السیر الصغیر یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ/۷۶۷ء کے شاگرد اور فقہ حنفی کے مدون اول امام محمد بن الحسن الشیبانی کی تصنیف ہے۔ امام محمد کا خاندان اصلاً

دمشق کا رہنے والا ہے۔ ان کے والد عراق تشریف لے آئے" واسط" میں ۱۳۲ھ/ ۷۴۹ء میں امام محمد کی ولادت ہوئی اور نشو نما "کوفہ" میں۔ کوفہ ہی میں حدیث کا درس آپ نے امام ابو حنیفہ، مسعر بن کدام اور سفیان ثوری وغیرہ سے لیا، امام مالک، اوزاعی، بکیر بن عمار اور امام ابو یوسف سے بھی آپ احادیث روایت کرتے ہیں پھر بغداد میں سکونت اختیار کر لی آپ کے شاگردوں میں امام شافعی، ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام ایسے اکابر شامل ہیں۔ آپ کچھ عرصہ کے لیے "رقہ" کے قاضی بھی رہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے جب پہلی بار "ری" کا سفر کیا تو امام محمد کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا وہیں پر ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸۹ھ/ ۸۰۵ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ موصوف کثیر التصانیف آدمی تھے۔ آپ کی کل تصانیف ۹۹۰ یعنی دس کم ایک ہزار تھیں جن میں سے بیشتر مرور زمانہ کے باعث تلف ہو گئیں جو باقی بچیں ان میں جو کثرت اور تسلسل کے ساتھ علماء و فقہاء کے پڑھنے پڑھانے میں آتی رہیں ان کو "ظاہر الروایۃ" کہا جاتا ہے اور بقیہ کو نادر الروایۃ" قرار دیا جاتا ہے۔ فقہ حنفی کا مدار "ظاہر الروایہ" کتابوں پر ہے جو تعداد میں ۶ ہیں یعنی سیر صغیر، جامع صغیر، جامع کبیر، الاصل اور زیادات۔ "سیر صغیر" کو امام محمد نے چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا تھا اس لیے اسے "سیر ابی حنیفہ" بھی کہہ دیا جاتا ہے چنانچہ "سیر صغیر" جب امام اوزاعی نے دیکھی تو فرمایا " مالاہل العراق والتصنیف فی ہذا الباب" یعنی ان مسائل کا علم اہل عراق کو نہیں ہے اس موضوع پر وہ کیا لکھ سکتے ہیں، نیز اس کا رد انہوں نے لکھا "الرد علی سیر ابی حنیفہ کے نام سے جس کا جواب امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دیا اور اس کا نام رکھا" الرد علی سیر الاوزاعی" جو طبع بھی ہو چکا ہے۔

السیر الکبیر یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ موصوف کو جب ان کی تصنیف "سیر صغیر" پر امام اوزاعی کا تبصرہ معلوم ہوا تو پھر انہوں نے ایک مبسوط اور مفصل کتاب اسی موضوع پر تحریر فرمائی جس کے بارے میں امام اوزاعی نے فرمایا تھا کہ اہل عراق کو "سیر" کے مسائل کا کیا علم؟ یہ کتاب جب امام اوزاعی کو پہنچی تو انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور متحیر اور ششدر ہو کر فرمایا کہ اگر اس کتاب میں احادیث مبارک نہ ہوتیں تو میں کہتا کہ یہ شخص علم خود تیار کر لیتا ہے۔ یہ کتاب امام شمس الائمہ سرخسی کی شروح کے ساتھ م

جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

کتاب الاصل یہ امام محمد رحمہ اللہ کی سب سے پہلی تصنیف ہے اور اسی بناء پر اس کا نام "الاصل" رکھا گیا ہے۔ یہ درحقیقت امام محمد رحمۃ اللہ کی متعدد تصانیف کا مجموعہ ہے۔ امام موصوف نے مختلف ابواب فقہ پر ایک ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی تھی مثلاً کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الزکاۃ۔ وغیرہ۔ اس طرح تقریباً ۱۰ کتب تالیف فرمائی تھیں۔ انہی کا مجموعہ "کتاب الاصل" کہلاتا ہے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر اہل کتاب میں سے ایک حکیم یہ کہہ کر مسلمان ہوگیا تھا کہ "ہذا کتاب محمدکم الاصغر فکیف کتاب محمدکم الاکبر" یعنی یہ تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب ہے تو تمہارے بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا کیا حال ہوگا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے حفظ کیا تھا اور پھر اسی نہج پر اپنی کتاب "الام" کو تالیف فرمایا۔ یہ کتاب پانچ ضخیم جلدوں میں اب پاکستان میں طبع ہوگئی ہے۔ دیگر کتابوں کی بہ نسبت زیادہ مفصل ہونے کے باعث اس کو "مبسوط" بھی کہا جاتا ہے۔

الجامع الصغیر یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تالیف ہے اس کا سبب تالیف یہ ہوا کہ امام ابو یوسف (المتوفی ۱۸۲ھ/ ۷۹۸ء) نے امام محمد سے فرمایا کہ جو مسائل امام ابوحنیفہ کے میری روایت سے تم کو پہنچے ہیں ان کو یکجا جمع کر دو۔ امام محمد نے یہ کتاب مرتب فرما کر پیش فرما دی اس میں ۱۵۳۲ مسائل درج ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دیکھ کر تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ میری روایت کو خوب یاد رکھا لیکن ۳ مسائل میں تم نے غلطی کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے غلطی نہیں کی بلکہ آپ اپنی روایت بھول رہے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ باوجود جلالت شان کے اس کتاب کو سفر و حضر میں اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے یہ کتاب بھی پہلی بار ٹائپ پر کراچی سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔

الجامع الکبیر یہ بھی امام محمد رحمۃ اللہ کی تصنیف ہے۔ لیکن دیگر کتابوں کی بہ نسبت یہ زیادہ دقیق ہے بغیر کسی محقق آدمی کی مفصل شرح دیکھے ہوئے بات کی تہ تک پہنچنا دشوار ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بلندی پر گھر تعمیر کرے اور ساتھ ساتھ سیڑھیاں بناتا جائے جب اس کی تعمیر

مکمل ہو جائے تو نیچے اتر کر سب سیڑھیاں توڑ ڈالے اور کہے کہ لیجئے چڑھیئے ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شاید امام محمد رحمہ اللہ نے اس کو اس لیے تالیف فرمایا تھا تاکہ یہ ایک کسوٹی بن جائے فقہاء کی عظمت کو معلوم کرنے اور ان کے ملکۂ استنباط کو دریافت کرنے کے لیے یہ کتاب بہت اہم ہے اس لیے بڑے بڑے فقہاء نے اس کی شرح لکھی ہے ۔ یہ کتاب لاہور سے طبع ہو چکی ہے ۔

زیادات

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ امام قاضی خان نے یہ ذکر فرمائی ہے کہ " جامع کبیر " کی تصنیف کے بعد کچھ اور مسائل کا ذکر موصوف نے مناسب جانا تو انکو علیحدہ مستقل صورت میں جمع فرمادیا اور اس کا نام رکھدیا " زیادات " پھر اسکی تکمیل کے بعد مزید کچھ مسائل " الزیادات " کے نام سے جمع فرمائے ۔ " زیادات الزیادات " بہت مختصر کتاب ہے کل سات باب ہیں ۔ ان دونوں کتابوں کی شرحیں بھی بہت سے اکابر نے لکھی ہیں ۔ " زیادات " تو تا حال غیر مطبوعہ ہے لیکن " زیادات الزیادات " شمس الائمہ سرخسی اور امام ابو نصر احمد بن محمد العتابی البخاری المتوفی ۵۸۶ھ / ۱۱۹۰ء کی شرحوں کے ساتھ لاہور سے طبع ہو چکی ہے ۔ چونکہ " زیادات الزیادات " دراصل " زیادات " ہی کا تکملہ اور تتمہ ہے اس لیے یہ بھی " ظاہر الروایۃ " کتابوں میں شامل ہے

کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے ۔ اس کا سبب تالیف یہ ہے کہ جب امام محمد رحمہ اللہ مدینہ منورہ علی ساکنہا الصلاۃ والسلام تشریف لے گئے تاکہ " موطا " کا سماع امام مالک رحمہ اللہ سے کریں اور اس دوران وہاں کے دیگر محدثین سے بھی احادیث کا سماع کیا تو وہاں کے علماء کرام سے ان مسائل پر بحث مباحثہ بھی ہوا جو احناف اور ان کے درمیان مختلف فیہ تھے ۔ اس لیے امام محمد رحمہ اللہ نے اس وقت اپنے موقف پر دلائل کتابی صورت میں جمع فرما دیے ۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ سے واپس عراق تشریف لائے تو اس کتاب کو ان کے شاگردوں نے ان سے روایت کیا ۔ اس وقت جو نسخہ اس کتاب کا دستیاب ہے وہ امام محمد کے شاگرد عیسی بن ابان المتوفی ۲۲۱ھ / ۸۳۶ء کی روایت سے ہے اس کتاب کا مکمل نسخہ تا حال دستیاب نہیں ہے جو حصہ دستیاب ہے اندازہ ہے کہ وہ اصل کتاب کا نصف حصہ ہے ۔ بہر حال جو حصہ

دستیاب ہے وہ دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی سید مہدی حسن المتوفی ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ھ کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ ۴ جلدوں میں لاہور سے بھی طبع ہو چکا ہے امام محمد کی مندرجہ بالا تمام کتابیں اولاً حیدرآباد دکن کے ادارہ "دارالمعارف النعمانیہ" کی طرف سے علامہ ابوالوفا افغانی رحمہ اللہ کی کوششوں سے طبع ہوئی تھیں۔ بعد میں جہاں کہیں سے طبع ہوئی ہیں اسی سابقہ ایڈیشن کی عکسی طباعت ہے۔

تنویر الابصار یہ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب تمرتاشی الغزی کی تصنیف ہے، یہ ایک انتہائی جامع اور مختصر متن ہے۔ یہ فلسطین کے علاقہ "غزہ" کے رہنے والے تھے۔ علامہ ابن نجیم مصری صاحب "البحر الرائق" کے شاگرد تھے۔ علوم دینیہ بالخصوص فقہ وفتاویٰ میں یکتائے روزگار تھے۔ متعدد ضخیم کتابیں اور کئی چھوٹے رسائل آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تنویر الابصار" کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور متعدد علماء نے اس کی شرح وحواشی لکھے۔ اس کی شرحوں میں سب سے زیادہ مشہور "درمختار" ہے جس کا تعارف اس سے پیشتر ہم کرا چکے ہیں۔ مصنف تنویر الابصار کا انتقال ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۶ء کو ہوا۔

مختصر الوقایہ امام برہان الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الاول نے ایک کتاب "وقایۃ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ" اپنے نواسے صدر الشریعۃ الثانی عبیداللہ بن مسعود المتوفی ۷۴۵ھ/۱۳۴۵ء کے لیے مرتب فرمائی تھی۔ یہ کتاب علماء وفقہاء کے درمیان بہت مقبول ہوئی، متعدد اکابر نے اس کی شرحیں لکھیں۔ خود مصنف کے نواسے صدر الشریعۃ الثانی عبیداللہ بن مسعود نے بھی اس کی شرح لکھی آج کل جب شرح وقایہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو انہی کی شرح مراد ہوتی ہے صدر الشریعۃ الثانی نے شرح لکھنے کے علاوہ "وقایۃ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ" کا ایک اختصار لکھا۔ اس "مختصر الوقایہ" کا نام انہوں نے "نقایہ مختصر الوقایہ" رکھا۔ یہ متن انتہائی مختصر اور عمدہ ہے اور علماء کرام کے ہاں بہت مقبول یہی وجہ ہے کہ اس کی شرح متعدد اکابر علماء نے لکھی ہے۔ "نقایہ" کی شرحوں میں سے ایک بہت اہم اور نفیس شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء کی تصنیف ہے جو حال ہی میں کراچی سے دو ضخیم جلدوں میں شائع

ہو گئی ہے۔ اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اثبات مسائل میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا ہے کہ حتی الوسع دلائل احادیث پاک سے پیش فرمائے جائیں۔

فتاویٰ تاتار خانیہ

امیر تاتار خان دہلوی، فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں ایک اہم رکن سلطنت تھے۔ وہ بڑے عالم فاضل اور تفسیر حدیث فقہ اور اصول میں بڑا ممتاز مقام رکھتے تھے نیز بڑے اونچے اخلاق و کردار کے حامل تھے۔ شریعت مطہرہ کے سخت پابند، امراء و حکام کا شدید محاسبہ کرنے والے تھے ان کی صحبت میں ہمیشہ علماء و فضلاء کا مجمع رہتا اور وہ اس پاکباز طبقہ کا بہت احترام فرماتے تھے انہوں نے اپنے دور کے ایک بہت بڑے علوم عربیہ اور فقہ و اصول کے عالم شیخ فرید الدین عالم بن علاء اندرپتی المتوفی ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء کو حکم دیا کہ فقہ حنفی کی ایک جامع کتاب مرتب کریں اور اختلافی مسئلہ میں تمام اقوال مختلفہ نقل کر دیں اور ساتھ ہی اختلاف کرنے والے علماء و فقہاء کی تصریح کر دیں۔ چنانچہ امیر تاتار خان کے حکم کے بعد شیخ عالم بن علاء نے ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی اور اس کا نام "زاد السفر" اور "زاد المسافر فی الفروع" رکھا گیا۔ لیکن چونکہ اس کی ترتیب و تسوید امیر تاتار خان دہلوی کے حکم سے ہوئی تھی اس لیے اس کی زیادہ شہرت "فتاوی تاتار خانیہ" کے نام سے ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اب دہلی میں اس کی طباعت ہو رہی ہے اور ایک جلد طبع بھی ہو گئی ہے واللہ اعلم۔

فتاویٰ حمادیہ

یہ مفتی رکن الدین ناگوری بن حسام الدین ناگوری کی تصنیف ہے جو علاقہ گجرات (کاٹھیاواڑ) کے ایک مشہور شہر "نہروالہ" میں منصب افتاء پر فائز تھے یہ کتاب انہوں نے اپنے ہی علاقہ کے قاضی القضاۃ قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم پر تالیف فرمائی۔ اس کی تالیف میں ان کے صاحبزادے مفتی داؤد بن مفتی رکن الدین ناگوری بھی اپنے والد کے ساتھ شامل رہے "فتاویٰ حمادیہ" کے مقدمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ تفسیر حدیث فقہ اور اصول فقہ کی ۲۱۶ دو سو سولہ کتابوں سے استفادہ کر کے اس کو مرتب کیا گیا ہے۔ قاضی حماد الدین صاحب نے یہ بھی ہدایت فرمائی تھی کہ اس کتاب میں صرف وہ مسائل جمع فرمائیں جو جمہور فقہاء کے اجماعی اور مفتی بہ ہوں۔ چونکہ اس کی تالیف اس ہدایت کے مطابق عمل میں آئی ہے اس لیے یہ کتاب لائق اخذ اور قابل اعتماد بن گئی ہے یہ کتاب نویں صدی ہجری

میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں "معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ" اور بعض دیگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ہندوستان کے اندر ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۶ء میں کلکتہ سے طبع ہو چکی ہے۔

مجموعۃ الفتاویٰ یہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ یہ فتاویٰ ۳ جلدوں میں طبع ہوا تھا اور اس کا ایک ایڈیشن وہ بھی ہے جو "خلاصۃ الفتاوی" کے حاشیہ پر چھپا تھا۔ اب پاکستان سے ان دونوں ایڈیشنوں کی عکسی طباعت ہو گئی ہے چونکہ مولانا لکھنوی کے اکثر فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں تھے اس لیے عوام الناس اس سے استفادہ نہیں کر پاتے تھے دوسرا اشکال اس سے استفادہ کا جس سے عوام چھوڑ خواص بھی پریشان تھے وہ یہ تھا کہ ہر باب کے مسائل تین جلدوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ ان دونوں اشکالوں کو رفع کرنے کے لیے مولانا خورشید عالم صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند مدرس دارالعلوم کراچی نے ایک تو بڑی سہل اردو میں اس کا ترجمہ فرمادیا اور پھر اس کو اس طرح مرتب فرمادیا کہ تین جلدوں میں بکھرے ہوئے مسائل کو یکجا کر دیا۔ اس طرح نہ صرف عوام کے استفادہ کا راستہ ہموار ہوا بلکہ وہ پریشانی بھی رفع ہو گئی جو مسائل کے کئی جلدوں میں منتشر ہونے کے باعث پیدا ہوتی تھی۔ یہ ترجمہ بترتیب جدید کراچی سے ایک جلد میں طبع ہو چکا ہے حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کی ولادت ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء کو ہوئی۔ آپ کثیر التصانیف تھے تقریباً ہر علم میں آپ نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار چھوڑی ہے۔ آپ کی کل تصانیف کی تعداد ۹۰ کے لگ بھگ ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں حفظ قرآن سمیت تمام علوم مروجہ تفسیر حدیث فقہ، اصول منطق فلسفہ ریاضی وغیرہ سے فراغت حاصل کر لی۔ مولانا کا انتقال بہت کم عمری میں ہو گیا آپ کا سنہ وفات ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر امام ابراہیم بن محمد حلبی المتوفی ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء نے مسائل فقہ پر ایک جامع کتاب مرتب کی جس میں "مختصر القدوری" "المختار" "الکنز" اور "الوقایۃ" کے مسائل کو جمع کر دیا نیز "ہدایہ" اور "مجمع" کے مسائل ضروریہ بھی اس میں شامل کر دیے اور آقاویل مختلفہ میں سب سے مقدم اس قول کو ذکر کیا

جو زیادہ راجح تھا اور اس بات کا بڑا اہتمام کیا کہ "متون اربعہ" کا کوئی مسئلہ ذکر ہونے سے رہ نہ جائے اس کا نام انہوں نے رکھا ملتقی الابحر جامعیت اور قابل اعتماد ہونے کے باعث یہ کتاب بڑی مشہور ہوئی اور بڑے بڑے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں اسکی تکمیل رجب ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء کو ہوئی مجمع الانہر" اسی "ملتقی الابحر" کی مبسوط شرح ہے جو عساکر رومیہ کے قاضی القضاۃ علامہ عبدالرحمن بن شیخ محمد بن سلیمان معروف بہ شیخ زادہ المتوفی ۱۰۷۷ھ/۱۶۶۷ء نے تحریر کی ہے یہ کتاب بیروت سے حال ہی میں دو جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ اس کے حاشیہ پر "ملتقی الابحر" کی ایک اور شرح "الدر المنتقی فی شرح الملتقی" چھپی ہے جس کے مصنف علاءالدین حصکفی صاحب "در مختار" ہیں

الجوہرۃ النیرۃ علی مختصر القدوری

شیخ احمد بن محمد ابوالحسین بغدادی قدوری المتوفی ۴۲۸ھ/۱۰۳۷ء نے فقہ حنفی میں ایک متن "مختصر القدوری" کے نام سے مرتب فرمایا جو فقہ حنفی کے بہت قابل اعتماد "متون اربعہ" میں شامل ہے۔ اس کی متعدد اکابر نے مختصر و مبسوط شرحیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب اہل علم کے ہاں بہت متبرک سمجھی جاتی ہے۔ وباء کے زمانہ میں اس کا پڑھنا وباء کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے، اس کا حفظ کرنا فقر سے نجات دیتا ہے۔ یہ کتاب بارہ ہزار مسائل پر مشتمل ہے۔ بغداد کے ایک محلہ "قدورہ" کی طرف انتساب کے باعث یا "قدور" یعنی ہانڈیوں کے بنانے یا بیچنے کے باعث ان کو "قدوری" کہا جاتا ہے۔ "الجوہرۃ النیرہ" اسی "مختصر القدوری" کی ایک معتمد علیہ شرح ہے جو شیخ الاسلام ابوبکر بن محمد بن علی الحدادی الیمنی المتوفی ۸۰۰ھ/۱۳۹۸ء کی تصنیف ہے یہ پاکستان میں چھپ چکی ہے۔ اس کا ایک ایڈیشن ایسا بھی ہے جس کے حاشیہ پر "مختصر القدوری" کی ایک اور شرح "اللباب" چھپی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ مصنف جوہرہ نے پہلے ایک مبسوط شرح لکھی تھی جس کا نام ہے "السراج الوہاج" جس میں انہوں نے بسط و تفصیل کی خاطر ضعیف اور غیر معتبر اقوال بھی جمع کر دیئے تھے اس لیے بعض علماء نے "السراج الوہاج" کو "کتب غیر معتبرہ" میں شامل کیا ہے۔ بعد میں اس کا اختصار کیا اور مختصر شرح کا نام "الجوہرۃ النیرۃ" رکھا۔

فتاوی خیریہ

خیرالدین بن احمد فاروقی رملی کے فتاوی کا مجموعہ ہے۔ علامہ خیرالدین رملی کی ولادت فلسطین کے شہر "رملہ" میں ۹۹۳ھ/۱۵۸۵ء

میں ہوئی۔ موصوف ایک بڑے مفسر، محدث، فقیہ اور منطقی ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عربیہ ادبیہ کے بھی ماہر تھے۔ تحصیل علم کے بعد اپنے شہر اور مصر میں درس دیتے رہے۔ متعدد کتابوں مثلاً عینی شرح کنز، الاشباہ والنظائر، البحر الرائق اور جامع الفصولین وغیرہ پر حواشی لکھے۔ فتاوی خیریہ ان کے فتاوی کا مجموعہ ہے جو ان کے شاگرد علامہ ابراہیم بن سلیمان رملی نے جمع کیا ہے اس کا پورا نام "الفتاوی الخیریۃ لنفع البریۃ" ہے۔ مصر سے یہ فتاوی "العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ" کے حاشیہ پر دو جلدوں میں چھپ چکا ہے۔ علامہ خیر الدین رملی کا انتقال اپنے شہر "رملہ" میں ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ء میں ہوا۔

العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ

یہ علامہ ابن عابدین شامی صاحب "ردالمحتار" کی تصنیف ہے یہ مولانا حامد آفندی مفتی دمشق کے فتاوی کی تنقیح ہے جو انہوں نے منصب افتاء پر فائز رہنے کے زمانہ (۱۱۳۷ھ/ ۴-۱۷۲۵ء تا ۱۱۵۵ھ/ ۲-۱۷۴۳ء) میں صادر فرمائے تھے۔ اور "فتاوی حامدیہ" کے نام سے خود مولانا حامد صاحب نے جمع فرمائے تھے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ نافع اور اس سے زیادہ قابل اعتماد فتاوی کا مجموعہ کوئی نہیں دیکھا بایں ہمہ مفتی صاحب کے متاخر زمانے میں ہونے کے باعث اس میں بہت سے جدید پیش آمدہ حوادث و واقعات کا حل بھی مل جاتا ہے لیکن چونکہ اس کی ترتیب کوئی عمدہ نہ تھی کہ جس سے مسئلہ آسانی سے معلوم کیا جا سکے۔ مشہور اور غیر ضروری مسائل بھی اس میں درج تھے اور بعض مسائل مکرر بھی درج ہو گئے تھے نیز بعض جگہ ایسے بھی ہوا کہ مسئلہ ایک جگہ ذکر کیا گیا اور دلیل کسی دوسری جگہ نقل کر دی گئی ہے۔ اس لیے میں نے اس کو صحیح ترتیب پر مرتب کرنے اور مہذب و منقح کرنے نیز بوقت ضرورت اہم اضافے کرنے کا عزم کر کے کام شروع کر دیا تا آنکہ میں نے اس کو مکمل کر ڈالا۔ علامہ شامی نے "فتاوی حامدیہ" کی تنقیح۔ اپنی کتاب "ردالمحتار" اور "منحۃ الخالق" کی تکمیل کے بعد فرمائی ہے۔ ترتیب جدید کے بعد علامہ شامی نے اس کا نام "العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ" رکھا۔ یہ کتاب مصر سے حاشیہ پر فتاوی خیریہ کے ساتھ دو جلدوں میں چھپ چکی ہے اور بیروت سے تنہا بھی دو جلدوں میں طبع ہو گئی ہے۔

کتاب الخراج | یہ امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم کی تصنیف ہے جو امام اجل فقیہ اکمل حافظ الحدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سب سے اونچے درجہ کے حامل اور مجتہد فی المذہب تھے۔ آپ ایک مشہور انصاری صحابی سعد بن عتبہ رضی اللہ کی اولاد میں سے ہیں ۱۱۳ھ میں آپ کی پیدائش کوفہ میں ہوئی۔ ہشام بن عبدالملک مہدی، ہادی اور ہارون رشید کے عہد میں عہدۂ قضاء پر فائز رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین ایسے کبار محدثین آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ کتاب الخراج آپ نے خلیفہ ہارون رشید کے تقاضے پر تصنیف فرمائی تھی۔ اس میں انہوں نے اسلام کے مالیاتی نظام کے بارے میں بڑی اہم اور مفید معلومات جمع فرما دی ہیں۔ زکوٰۃ و صدقات عشر و خراج فیئ اور مال غنیمت کی تقسیم۔ نیز اہل ذمہ اور مرتدین کے احکام وغیرہ سبھی کچھ اس میں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ کا انتقال قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہونے کے زمانے میں ۱۸۲ھ/ ۷۹۸ء کو بغداد میں ہوا۔

التحریر المختار لرد المحتار | شیخ عبدالقادر بن مصطفی الرافعی کا یہ حاشیہ ہے جو انہوں نے "رد المحتار" پر لکھا ہے۔ موصوف کی ولادت ۱۲۴۸ھ/ ۳-۱۸۳۲ء میں ہوئی۔ آپ مصر میں منصب افتاء پر فائز ہوئے لیکن تین دن بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں ہوئی یہ حاشیہ مصر سے دو جلدوں میں چھپ گیا ہے۔ پہلی جلد کتاب الطلاق پر ختم ہوئی ہے اور دوسری جلد کتاب العتق سے شروع ہو کر آخر کتاب تک کے حواشی پر مشتمل ہے اس کتاب کو "تقریرات رافعی" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اتحاف الابصار والبصائر تبویب کتاب الاشباہ والنظائر | یہ کتاب شیخ محمد ابوالفتح حنفی کی تالیف ہے۔ موصوف نے علامہ ابن نجیم کی کتاب "الاشباہ والنظائر" کو جدید ترتیب دے کر ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اور اس ترتیب جدید کا نام "اتحاف الابصار والبصائر" رکھا ہے اس ترتیب جدید کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح کتاب سے استفادہ کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ مصنف اس کی تالیف سے ۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۹-۸ء میں فارغ ہوئے۔ یہ کتاب مطبع اسکندریہ

سے ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۲ء میں ۳۸۵ صفحات پر چھپ چکی ہے۔

السراجی ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم امام سراج الدین ابو طاہر محمد السجاوندی حنفی کی تصنیف ہے اس کتاب کا موضوع "علم الفرائض" یعنی "علم وراثت" ہے۔ اس کتاب میں تفصیل سے رشتہ داروں کی قسمیں ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام وغیرہ کو تفصیل سے بیان کرکے بتایا گیا ہے کہ کون سا رشتہ دار وراثت میں کس وقت کیا حصہ پائے گا۔ اور کب وہ وراثت سے محروم ہوگا، اس کتاب کی بڑے بڑے اکابر علماء نے شرحیں لکھی ہیں۔ متعدد بار یورپ، مصر، ہندوپاک سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کو "سراجیہ" "الفرائض السراجیہ" اور "فرائض السجاوندی" بھی کہا جاتا ہے۔

الشریفیہ یہ "سراجی" کی شرح ہے جو علامہ علی بن محمد حسینی معروف بہ علامہ سید شریف جرجانی کی تالیف ہے سید شریف جرجانی کی ولادت "جرجان" میں ۷۴۰ھ/ ۱۳۴۰ء میں ہوئی۔ ابتداءً انہوں نے علوم عربیہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی جس کے باعث وہ ان علوم عربیہ میں "امامت" کے درجہ کو جا پہنچے۔ بعدازاں آپ نے علوم عقلیہ کی طرف رخ کیا اور ان کی تحصیل کے لیے "ہراۃ" میں علامہ قطب الدین رازی کی خدمت میں پہنچے۔ لیکن چونکہ وہ بہت معمر ہو چکے تھے اس لیے انہوں نے پڑھانے سے معذرت کرتے ہوئے اپنے ایک خصوصی شاگرد علامہ مبارک شاہ کے پاس بھیجدیا جو "مصر" میں رہتے تھے۔ چنانچہ علامہ سید شریف وہاں تشریف لے گئے اس طرح انہوں نے علوم عقلیہ میں خصوصی مہارت پیدا کر لی۔ پھر علامہ نے علوم شرعیہ حاصل کرنے کے لیے شارح ہدایہ مولانا اکمل الدین بابرتی کے پاس تشریف لے گئے ان سے علوم شرعیہ پوری محنت سے حاصل کیے یہاں تک کہ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔ پھر "شیراز" میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں ۸۱۶ھ/۱۴۱۳ء میں وفات پائی۔ آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں، متعدد کتابوں کے شروح و حواشی لکھے ہیں۔ امیر تیمور لنگ کی مجلس میں علامہ سعد الدین تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ/۱۳۸۹ء کے ساتھ آپ کے کچھ مباحثے بھی ہوئے ہیں۔ یہ کتاب "شریفیہ" بھی متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔

رسائل الارکان

یہ کتاب علامہ بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی کی تصنیف ہے۔ مولانا بحرالعلوم، مولانا نظام الدین انصاری سہالوی المتوفی ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۱۷ سال ہی کی عمر میں تمام علوم وفنون سے فراغت حاصل کرلی تھی۔ متعدد کتابوں کے آپ مصنف ہیں۔ بہت سی کتابوں پر شروح وحواشی تحریر فرمائے ہیں۔ یہ کتاب آپ نے "ارکان اربعہ" نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے مسائل پر تحریر فرمائی ہے۔ آپ نے نفس مسائل کے بیان پر اکتفاء نہیں فرمایا ہے بلکہ قرآن وسنت کے دلائل نیز عقلی براہین سے ان کو مدلل ومبرہن بھی فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لکھنؤ سے ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲-۱۸۹۱ء میں طبع ہوچکی ہے۔ علامہ بحرالعلوم کی وفات "مدراس" میں ۱۲۳۵ھ/۱۸۲۰ء میں ہوئی۔

السعایۃ

یہ شرح وقایہ کی مفصل اور مبسوط شرح ہے جو مولانا عبدالحی لکھنوی کی تصنیف ہے۔ حضرت مولانا لکھنوی نے "شرح وقایہ" اپنے والد ماجد سے پڑھنے کے زمانے میں ان کے حکم سے اس کی ایک شرح لکھی تھی جس کا نام "حسن الولایۃ بحل شرح الوقایۃ" رکھا تھا جو شرح وقایہ کے نصف اول کے منتفرق مشکل مقامات کے حل پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں مکمل شرح وقایہ پر ایک حاشیہ تحریر فرمایا جس کا نام "عمدۃ الرعایۃ" ہے جو شرح وقایہ کے ساتھ بارہا طبع ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ "شرح وقایہ" کی ایک مبسوط اور مفصل شرح لکھنی شروع فرمائی جس میں ہر مسئلہ میں تمام اختلافات نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک مسلک کے عقلی ونقلی دلائل اور ان پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات نیز کسی ایک مسلک کی مدلل ترجیح کا بیان مفصل طور پر کیا گیا ہے۔ اس مفصل شرح کا نام انہوں نے رکھا "السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ" لیکن افسوس کہ مصنف اپنی اس عظیم تصنیف کو مکمل نہ فرما سکے۔ اس کی صرف دو جلدیں طبع ہوئیں جلد اول باب المسح علی الخفین کی ابتدائی چند سطروں تک کی پر مشتمل ہے جبکہ دوسری جلد "باب الاذان" سے "فصل فی القراءۃ" کے ختم تک کی شرح پر مشتمل ہے یہ کتاب پاکستان میں بھی طبع ہوچکی ہے۔ مصنف کے مختصر حالات "مجموعۃ الفتاوی" کے تعارف کے ذیل میں لکھے جاچکے ہیں۔

التشریع الجنائی الاسلامی

یہ کتاب "اسلام کے فوجداری قانون" کے موضوع پر ہے۔ جو "مصر" کے ایک عالم جناب عبدالقادر عودہ شہید کی تصنیف ہے موصوف "مصر" کی ایک مشہور جماعت "الاخوان المسلمون" کے رکن تھے۔ ۱۹۵۴ء میں بغاوت کے الزام میں موصوف کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ جلد اول میں پہلے تمہیدی طور پر عام رائج غیر اسلامی قوانین کا اسلامی قوانین کے ساتھ تقابل کرکے اسلامی قوانین کی فوقیت و برتری متعدد وجوہ سے ثابت کی گئی ہے۔ بعد ازاں جلد اول کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصہ کو "کتاب" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ الکتاب "الاول" کی "قسم اول" میں "جرم" کی ماہیت اور اس کے انواع کا بیان ہے اور "قسم ثانی" میں "جرم" کے ارکان شرعیہ، ارکان مادیہ اور ارکان ادبیہ کا بیان ہے۔ اس کے بعد "الکتاب الثانی" شروع ہوئی ہے۔ اس میں "عقوبت" کے بارے میں مبادی عامہ اور اقسام عقوبت کا بیان ہے۔ جلد دوم میں "قتل" "زنا" "قذف" "شرب خمر" "سرقہ" "ڈاکہ زنی" اور "بغاوت" اور "ارتداد" ایسے جرائم اور ان کے احکام کا تفصیلی ذکر ہے۔ کتاب کا اردو ترجمہ بھی "اسلام کا فوجداری قانون" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

المدخل الفقہی العام

یہ کتاب علامہ مصطفیٰ احمد الزرقاء کی تصنیف ہے جو "دمشق یونیورسٹی" کے "کلیۃ الحقوق" میں ملکی اور شرعی قانون کے استاد ہیں۔ خلافت عثمانیہ کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک ان ممالک میں جو خلافت عثمانیہ کے ماتحت رہ چکے تھے "المجلۃ العدلیۃ" کے مطابق ملکی عدالتیں فیصلے کرتی رہیں۔ "المجلۃ العدلیۃ" وہ دستاویز ہے جس میں خلافت عثمانیہ کے زمانے میں فقہاء کی ایک جماعت نے فقہ حنفی کی روشنی میں شریعت اسلامیہ کے ان قوانین کو دفعہ وار مرتب کر دیا تھا جن کا تعلق ملکی و انتظامی امور سے تھا۔ علامہ مصطفیٰ احمد الزرقاء کا کہنا ہے کہ بعض مسائل باوجود اس کے کہ ان کا تذکرہ فقہ کی کتب میں موجود تھا لیکن وہ مسائل "المجلۃ العدلیۃ" میں درج ہونے سے رہ گئے۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ بہت سے جدید مسائل اب ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کا وجود "المجلۃ" کی تالیف کے زمانہ میں نہ تھا اس لیے ظاہر ہے کہ ان کا حل بھی "المجلۃ" میں نہ آ سکا۔ علامہ زرقاء یہ بھی فرماتے ہیں کہ بنیادی طور پر "المجلۃ" کی تالیف "فقہ حنفی" کے مسائل سے ہوئی ہے گو بوقت ضرورت اہل سنت کی دوسری فقہوں

سے بھی استفادہ کیا گیا ہے مگر اساس بہر حال فقہ حنفی ہی ہے ۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ اس کی تالیف بھی ایسے نہج پر نہیں ہے جس سے قانون کے طلباء کی تعلیمی ضرورت پوری ہو سکے ۔ بہر حال ان وجوہ سے انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی کہ فقہ کی ترتیب جدید کی جائے جس میں نہ صرف یہ کہ قدیم ذکر شدہ مسائل تمام کے تمام آجائیں بلکہ جدید پیش آمدہ مسائل کا حل بھی اس میں موجود ہو نیز اس ترتیب جدید میں کسی ایک فقہ پر انحصار کرنے کی بجائے چاروں فقہ کو مدنظر رکھا جائے اور جس فقہ میں بھی کسی مسئلہ کا زیادہ بہتر حال موجود ہو اسے قبول کر لیا جائے اور ساتھ ہی اس کی ترتیب بھی ایسی ہو کہ طلباء کی تعلیمی ضرورتوں اور تقاضوں کو بھی وہ پورا کر دے نیز بے جوڑ طور پر ہر مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے کے بجائے مسائل کو اس انداز سے ذکر کیا جائے کہ پہلے ایک اصول و قاعدہ بتلا کر پھر اس پر متفرع ہونے والے مسائل کو ذکر کیا جائے کیونکہ اس طرح مسائل کو یاد رکھنے میں سہولت ہو جاتی ہے ۔ بہر حال علامہ مصطفی احمد الزرقاء نے ان خطوط پر کام کا آغاز کیا اور "الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید" کے عنوان سے کتابوں کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جس کی پہلی دو جلدیں "المدخل الفقہی العام" کے نام سے شائع ہوئیں ۔ یہ دو جلدیں تین قسموں پر مشتمل ہیں ۔ "القسم الاول" ۶ باب پر مشتمل ہے ۔ باب اول میں تمہید، تعریف فقہ اور احکام فقہ کی قسموں کا بیان ہے ۔ باب دوم میں مصادر فقہ اسلامی یعنی کتاب و سنت اور اجماع و قیاس نیز مصادر تبعیہ یعنی استحسان، استصلاح اور عرف کا بیان ہے تیسرے اور چوتھے باب میں فقہ اسلامی کے توسع اور اس کی ترقی کے مختلف ادوار اور ان کی خصوصیات کے بیان ہے پانچویں باب میں اجتہادی اختلافات کی اہمیت و ضرورت اور اس سلسلہ میں بعض اوہام کا دفعیہ کیا گیا ہے چھٹے باب میں اپنے ملک (سوریہ۔شام) کے اندر فقہ اسلامی کے مطابق قانون سازی کے سلسلہ میں کچھ بنیادی باتیں بیان کی گئی ہیں اس کے بعد "القسم الثانی" شروع ہوتی ہے جو پانچ ابواب پر مشتمل ہے ۔ پہلا باب "فقہ اسلامی میں "نظریۂ ملکیت" کے بیان میں ہے اور دوسرا باب "فقہ اسلامی میں نظریۂ "عقود" کے بیان میں ہے ۔ اس میں عقد کی حقیقت، اس کے تقاضے اور اس کے آثار و لوازم غرض یہ کہ اس کے مالہ و ماعلیہ کی مکمل بحث ہے ۔ یہاں پر جلد اول ختم ہو جاتی ہے ۔ "القسم الثانی" کے "تیسرے باب" سے جلد دوم کا آغاز ہوتا ہے ۔ اس

باب میں "فقہ اسلامی کے اندر مؤیداتِ شرعیہ کا نظریہ" بیان کیا گیا ہے۔ "مؤیدات شرعیہ" سے مصنف کی مراد ہر وہ تدبیر ہے جو لوگوں کو احکام شرعیہ کی اطاعت و پابندی پر ابھارنے والی ہو انہوں نے اس کی دو قسمیں بیان کی ہیں "مؤیدات ترغیبیہ" اور "مؤیدات ترہیبیہ" اسکے بعد "مؤیدات ترہیبیہ" کی پھر دو قسمیں کی ہیں "تادیبی" اور مدنی (حقوق)۔ مؤیدات تادیبیہ کے ذیل میں حدود و قصاص اور تعزیرات کا بیان ہے اور "مؤیدات مدنیہ" (حقوقیہ) کے ذیل میں "بطلان" "فساد" "توقف" اور "تخییر" کو مفصلاً بیان کیا ہے۔ چوتھے باب میں "اہلیت" اور "ولایت" (نیابت شرعیہ) کا نظریہ بیان کیا ہے۔ پانچویں باب میں "نظریۂ عرف" کا تفصیلی بیان ہے۔ اس کے بعد "القسم الثالث" شروع ہوتی ہے اس میں "فقہ اسلامی کے اندر قواعد کلیہ" کا بیان ہے۔ قسم ثالث دو بابوں پر مشتمل ہے پہلے باب میں "قواعد" کے لغوی اور اصطلاحی معنی نیز فقہ اسلامی میں قواعد کے مقام و حیثیت کا بیان ہے۔ دوسرے باب میں "المجلۃ العدلیۃ" میں ذکر ہونے والے "قواعد کلیہ" کا بیان اور پھر ان کی مختصر شرح ہے۔ اس کے بعد "خاتمہ" ہے۔ اس میں مصنف نے کچھ مزید قواعد کلیہ جنکو انہوں نے مختلف کتب فقہیہ سے اخذ کیا ہے۔ بیان کیا ہے سلسلہ "الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید" کی تیسری کتاب "المدخل الی نظریۃ الالتزام العامۃ فی الفقہ الاسلامی" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب دو بابوں پر مشتمل ہے۔ باب اول "حق" اور "التزام" کے بیان میں ہے۔ اولاً مصنف نے "حق" کی تعریف پھر اس کی تقسیم "حق مالی" اور "حق غیر مالی" کی طرف کی ہے۔ اس کے بعد "حق مالی" کو "حق شخصی" اور "حق عینی" کی طرف تقسیم کیا ہے بعد ازاں "حقوق عینیہ" کو "حقوق اصلیہ" اور "حقوق تبعیہ" کی طرف تقسیم کیا ہے۔ "حقوق غیر مالیہ" مثلاً "ولی" کا تصرف علی الصغیر کا حق نیز سیاسی اور طبیعی حقوق جیسے حق انتخاب اور حق حریۃ وغیرہ سے کتاب میں بحث نہیں کی گئی ہے۔ کتاب میں "حقوق مالیہ" سے بحث مقصود ہے۔ "حقوق شخصیہ" اور التزام چونکہ لازم و ملزوم ہیں اس لیے ان کا بیان تو "التزام" کے ذیل میں ہوگا "حقوق عینیہ" کے اندر "حق ملکیت" "حق انتفاع" "حقوق ارتفاق" "حق ارتہان" "حق احتباس" "حق وقف" اور "حقوق قرار علی الاوقاف" کو شامل کیا ہے۔ "حق شخصی" اور "حق عینی" کے علاوہ مصنف نے ایک اور جدید قسم "حقوق الابتکار" نکالی ہے۔ اس قسم میں "حق تصنیف و تالیف" "حق ایجاد"

اور "حقوق طبع" وغیرہ کو داخل کیا ہے۔ اس کے بعد ایک فصل میں "التزام" (حقوق شخصیہ) کو پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ دوسرا باب "اموال" کے بیان میں ہے اس میں "مال" کی حقیقت اور اس کی تقسیم مختلف حیثیات سے متقوم اور غیر متقوم۔ ذوات الامثال (مثلی) اور ذوات القیم (قیمی) اموال استہلاکیہ اور استعمالیہ۔ مال منقول اور غیر منقول عین اور دین وغیرہ کی طرف کی گئی ہے۔ اس کے بعد "ذمہ" کی تعریف اور خصوصیات نیز "اہلیت" سے اس کا امتیاز بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا باب "اشخاص" کے بیان میں ہے۔ اس میں "اشخاص" کی تقسیم "اشخاص" "طبعیہ" اور "اشخاص حکمیہ" کی طرف کی گئی ہے۔ اور پھر "اشخاص حکمیہ" کو "اشخاص حکمیہ عامہ" اور "اشخاص حکمیہ خاصہ" کی طرف تقسیم کیا گیا ہے "اشخاص حکمیہ" میں مختلف جماعتیں، ادارے اور کمپنیاں شامل ہیں اگر عوام نے از خود انہیں تشکیل دیا ہے تو "اشخاص حکمیہ خاصہ" میں داخل ہوں گی اور اگر حکومت نے تشکیل دیا ہے تو "اشخاص حکمیہ عامہ" میں۔ اس کے بعد کی جلد میں یا تو تاحال شائع نہیں ہوئی ہیں یا پھر ہماری نظر سے نہیں گزریں۔

فقہ شافعی

کتاب الام یہ امام محمد بن ادریس الشافعی کی تصنیف ہے۔ امام شافعی کی پیدائش رجب ۱۵۰ھ/ ۷۶۷ء کو فلسطین میں ہوئی۔ ولادت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ امام شافعیؒ کی عمر ۲ سال تھی کہ والدہ ماجدہ انہیں لے کر مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں۔ یہیں پر آپ نے تعلیم کا آغاز فرمایا۔ آپ کے اساتذہ میں سفیان بن عیینہ، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد شامل ہیں۔ امام شافعیؒ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں "کتاب الام" سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ یہ کتاب امام شافعی کی کتب جدیدہ میں شامل ہے جو انہوں نے ۱۹۸ھ میں "بغداد" سے "مصر" تشریف لانے کے بعد تصنیف فرمائی ہیں۔ یہ کتاب امام شافعیؒ کے شاگردوں میں سب سے بڑے شاگرد امام ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت سے مروی ہے۔ اور بوقت تعارض محدثین کے نزدیک ان کی روایت کو دوسرے شاگردوں مثلاً مزنی اور بویطی وغیرہ کی روایت پر تقدم حاصل ہے یہ کتاب مصر وغیرہ سے ۸ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آخری جلد میں

"مختصر المزنی" کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اور بعض نسخوں میں اس کو "کتاب الام" کے حاشیہ پر چھاپا گیا ہے۔ "مختصر المزنی" امام شافعیؒ کے شاگرد امام اسمٰعیل بن یحیٰی مزنی المتوفی ۲۶۴ھ/۸۷۷ء کی تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے امام شافعیؒ رحمہ اللہ کے مسائل کو جمع فرمایا ہے۔

امام شافعیؒ رحمہ اللہ کا انتقال ۳۰ رجب ۲۰۴ھ/۸۱۹ء کو ہوا اور قاہرہ میں "القرافۃ الصغریٰ" قبرستان میں دفن ہوئے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

الرسالۃ یہ بھی امام شافعیؒ رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کو اصول فقہ میں سب سے قدیم ترین کتاب کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اصول فقہ کے تمام مباحث کو یہ حاوی نہیں ہے لیکن جن مباحث پر یہ "رسالہ" مشتمل ہے وہ بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں مثلاً حجیت حدیث خصوصاً خبر واحد کی حجیت اور اجماع وقیاس وغیرہ کی بحث نیز ناسخ و منسوخ کی بحث وغیرہ۔ یہ کتاب علامہ احمد محمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ مصر سے طبع ہو چکی ہے۔

المہذب فی الفروع یہ امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد شیرازی شافعیؒ المتوفی ۴۷۶ھ/۱۰۸۳ء کی تصنیف ہے۔ یہ فقہ شافعی کی بہت اہم کتاب ہے۔ بہت سے علماء کرام نے اس کی شرح لکھی ہے۔ اس کتاب کا سبب تصنیف یہ بیان کیا گیا ہے کہ مصنف کو یہ خبر پہنچی کہ "ابن صباغ" فرماتے ہیں کہ اگر امام شافعی اور امام ابوحنیفہ صلح کر لیں تو ابو اسحٰق شیرازی کا علم ختم ہو جائے گویا وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ ابو اسحاق شیرازی کو صرف اختلافی مسائل کا علم ہے۔ اگر اختلافی مسائل درمیان سے نکال دیئے جائیں تو ان کا علم ختم ہو جائے۔ امام ابو اسحاق شیرازی نے یہ سننے کے بعد فقہ شافعیؒ میں "المہذب" تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب مصر سے دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ اس کے حاشیہ پر "النظم المستعذب فی شرح غریب المہذب" چھپی ہوئی ہے یہ کتاب علامہ محمد بن احمد بن بطال یمنی المتوفی ۶۳۰ھ/۱۲۳۲ء کی تصنیف ہے جس میں موصوف نے "مہذب" میں آنے والے مشکل اور غریب الفاظ کی شرح کی ہے۔

الحاوی للفتاوی

یہ علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی کے ان فتاوی کا مجموعہ ہے جو مفصل اور طویل ہونے کے باعث "رسالہ" کی صورت اختیار کر گئے۔ اس طرح کے ۷۸ رسائل اس مجموعہ میں شامل ہیں۔ دو جلدوں میں "بیروت" سے طبع ہو چکا ہے۔ پہلی جلد میں ۴۳ رسائل اور دوسری جلد میں ۳۵ رسائل شامل ہیں۔ ان میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ تصوف، نحو وغیرہ متعدد علوم سے متعلق سوالات کے مفصل جوابات شامل ہیں۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا انتقال ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء کو ۶۲ سال کی عمر میں ہوا۔

الدرر النقیہ فی فقہ السادۃ الشافعیہ

یہ کتاب "جامعہ ازہر" میں فقہ شافعی کی تعلیم کے سلسلہ میں "درجہ ثانویہ" (مڈل) کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کے چار حصے ہیں پہلا حصہ عبادات کے بیان میں ہے۔ یہ "درجہ ثانویہ" کے سال اول میں اور دوسرا حصہ دوسرے سال اور تیسرا چوتھا حصہ تیسرے چوتھے سال کے نصاب میں داخل ہے۔ حال ہی میں شیخ محمد صادق قمحاوی نے اسے تالیف کیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب طلباء کے لیے تالیف کی گئی ہے اس لیے ہر باب کے اختتام پر چند سوالات مشق و تمرین کے لیے دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں چھپا ہے۔ کتاب بڑے آسان اور سلیس پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اختلافات وغیرہ کو ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ فقہ شافعی میں مفتی بہ اور راجح مسئلہ کو ذکر کر دیا ہے۔

روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین

حجۃ الاسلام ابو حامد محمد الغزالی معروف بہ "امام غزالی" المتوفی ۵۰۵ھ/۱۱۱۲ء نے فقہ شافعی میں ایک متن تحریر فرمایا تھا جس کا نام "الوجیز فی الفروع" ہے جو فقہ شافعی کی بڑی معتبر کتاب ہے۔ اس کی ایک مبسوط اور مفصل شرح امام ابو القاسم عبد الکریم بن محمد الرافعی المتوفی ۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء نے تحریر فرمائی تھی۔ یہ شرح "فتح العزیز فی شرح الوجیز" کے نام سے متعارف ہے لیکن اس کی ضخامت و طوالت کے باعث عام آدمی اس سے استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی نے اس کا اختصار کر کے اس کو مرتب و منقح شکل میں پیش کیا اور اس کا نام رکھا "روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین"

یہ اختصار کے باوجود خاصی ضخیم ہے۔

امام نووی دمشق کے مضافات میں ایک بستی "نوی" کے اندر ۱۳ محرم ۶۳۱ھ/ ۱۲۳۳ء میں پیدا ہوئے اور ۶۴۹ھ/ ۱۲۵۱ء میں ان کے والد انہیں "دمشق" تعلیم کی خاطر لے آئے۔ وہیں ایک مدرسہ میں بسلسلہ تعلیم رہنے لگے۔ ۶۵۱ھ/ ۱۲۵۴ء میں اپنے والد کے ساتھ حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے۔ شب و روز میں صرف ایک مرتبہ بعد عشاء کھانا کھاتے اور صرف ایک بار "سحر" کے وقت پانی پیتے۔ امام ابو شامہ کے انتقال کے بعد دمشق میں مدرسہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث بنے۔ متعدد کتب کے آپ مصنف ہیں جن میں سے "شرح مسلم للنووی" "کتاب الاذکار" "الاربعین النوویۃ" اور "ریاض الصالحین" بڑی مشہور ہیں۔ آپ کا انتقال اپنے وطن "نوی" میں ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء میں ہوا۔

منہاج الطالبین

یہ کتاب امام نووی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ فقہ شافعی کے بیان میں متعدد مختصر کتب تالیف ہوئی ہیں۔ ان میں امام ابو القاسم الرافعی کی کتاب "المحرر" سب سے عمدہ اور قابل اعتماد کتاب ہے لیکن اس کی قدرے طوالت کے باعث طلباء کے لیے اس کا یاد کرنا مشکل ہے اس لیے میں نے اس کا مزید اختصار کیا یہاں تک کہ اب اس کا حجم اصل کتاب کے حجم سے نصف رہ گیا۔ اور کمال یہ کہ امام نووی نے اصل کتاب کے کسی مسئلہ کو ترک نہیں کیا بلکہ کچھ اضافہ ہی کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس کو "روضۃ الطالبین" کے بعد تصنیف فرمایا ہے لہٰذا اگر کسی مسئلہ میں "روضہ" اور "منہاج" میں تعارض ہو تو "منہاج الطالبین" میں ذکر شدہ مسئلہ کو ترجیح ہوگی۔ شیخ الاسلام ابو یحییٰ زکریا انصاری المتوفی ۹۲۵ھ/ ۱۵۱۹ء نے "منہاج" کا مزید اختصار کیا ہے اور اس کا نام "منہج الطلاب" رکھا ہے جو مستقل طبع ہونے کے علاوہ "منہاج الطالبین" کے حاشیہ پر بھی مصر سے طبع ہو چکا ہے۔

نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج

امام نووی کی "منہاج الطالبین" کی یہ شرح ہے جو علامہ شمس الدین محمد الرملی الانصاری مصری کی تالیف ہے یہ موصوف فقہاء شافعیہ میں بہت بلند مقام کے حامل ہیں "الشافعی الصغیر" کے

لقب سے مشہور ہیں۔ علماء شافعیہ کی ایک جماعت کے نزدیک دسویں صدی کے مجدد ہیں۔ تمام علوم اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کیے۔ آپ مصر کے رہنے والے تھے اور شوافع کے لیے سرکاری طور پر آپ منصب افتاء پر بھی فائز رہے ہیں۔ موصوف نے اس شرح کی ابتداء ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء میں کی تھی اور اس کی تکمیل دس سال بعد ۹۷۳ھ/۱۵۶۶ء میں فرمائی۔ موصوف کا انتقال ۱۰۰۴ھ/ ۱۵۹۶-۵ء میں ہوا۔ یہ شرح مصر سے آٹھ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اسکے ساتھ علامہ ابوالضیاء نورالدین القاہری المتوفی ۱۰۸۷ھ/۱۶۷۶ء اور علامہ احمد بن عبدالرزاق المتوفی ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء کے "نہایۃ المحتاج" پر حواشی بھی چھپے ہیں۔

تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج

یہ بھی امام نووی کی "منہاج الطالبین" کی شرح ہے جو علامہ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی کی تالیف ہے جس کے لکھنے کا انہوں نے ۱۲ محرم ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء کو آغاز فرمایا۔ مصنف کی ولادت مصر کے ایک محلہ "ہیثم" میں ۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء میں ہوئی۔ جامعہ ازہر میں تعلیم پائی ۹۳۲ھ/۲۶-۱۵۲۵ء مکہ معظمہ تشریف لے آئے پھر مصر لوٹ آئے۔ بعد ازاں ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء اور ۹۴۰ھ/۱۵۳۴ء میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور پھر مکہ معظمہ ہی میں اقامت اختیار فرمائی یہیں تصنیف تدریس اور افتاء کا کام سرانجام دیتے ہوئے ۹۷۴/۶-۱۵۶۷ء میں انتقال فرمایا اور جنت المعلی میں دفن ہوئے۔ یہ شرح مصر سے تین جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس پر متعدد اکابر نے حواشی بھی لکھے ہیں جن میں سے شیخ عبدالحمید شروانی اور شیخ الاسلام احمد بن قاسم عبادی کے حواشی زیادہ مشہور ہیں۔ یہ دونوں "حواشی الشروانی وابن قاسم العبادی" کے نام سے مصر سے دس جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ حاشیہ شروانی زیادہ مبسوط ہے۔ اسے حوض میں اوپر رکھا گیا ہے اور اس کے نیچے حاشیہ ابن قاسم ہے۔ اور حاشیہ پر اصل کتاب "تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج" ہے۔

الفتاوی الکبری الفقہیہ

یہ علامہ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ موصوف کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں سے "تحفۃ المحتاج لشرح المنہاج" کا تعارف پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یہ فتاویٰ ۴ جلدوں میں مصر سے شائع ہو چکا ہے۔

فتاوی شمس الدین رملی یہ علامہ شمس الدین محمد رملی انصاری کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ موصوف کا مختصر سا تعارف ان کی ایک اور تصنیف "نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج" کے تعارف کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ فتاویٰ "فتاویٰ الکبریٰ الفقہیہ" کے حاشیہ پر مصر سے چار جلدوں میں طبع ہو چکا ہے۔

فقہ مالکی

المدونۃ الکبریٰ امام ابو عبداللہ مالک بن انس الاصبحی المتوفیٰ ۱۷۹ھ/۷۹۵ء کی روایت کردہ احادیث و آثار اور ان کے فقہی مسلک کو ان کے ایک سب سے بڑے علم و فضل والے شاگرد ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم المتوفیٰ ۱۹۱ھ/۸۰۶ء نے کتابی صورت میں جمع فرما دیا۔ یہی کتاب "المدونۃ" کہلاتی ہے۔ امام ابن قاسم سے ان کے ایک شاگرد عبدالسلام بن سعید التنوخی ملقب بہ "سحنون" نے اس کتاب کو روایت کیا ہے۔ امام سحنون کا انتقال ۲۴۰ھ/۸۵۴ء میں ہوا۔ "المدونۃ" ۶ جلدوں میں بیروت سے طبع ہو چکی ہے۔

جواہر الاکلیل شرح مختصر الشیخ خلیل آٹھویں صدی کے مشہور مالکی عالم شیخ خلیل بن اسحاق مصری المتوفیٰ ۷۶۷ھ/۱۳۶۶ء نے فقہ مالکی کے بیان میں ایک مختصر متن تحریر فرمایا تھا۔ جو مالکی فقہ کی کتابوں میں بہت معتمد علیہ اور اہم شمار کیا جاتا ہے۔ اس متن کو "مختصر الشیخ خلیل" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کے باعث متعدد مالکی علماء نے اس کی شرح لکھی ہے۔ انہیں شروح میں سے ایک شرح یہ "جواہر الاکلیل" ہے جو جامعہ ازہر مصر کے ایک عالم نے تالیف فرمائی ہے جو شارح کی زندگی ہی میں ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں مصر سے دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ جوض میں "مختصر الشیخ خلیل" کا متن ہے اور حاشیہ پر شرح "جواہر الاکلیل" طبع ہوئی ہے۔

حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر "مختصر الشیخ خلیل" کی ایک شرح علامہ سیدی احمد دردیر المتوفیٰ ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء نے تحریر فرمائی تھی جو "الشرح الکبیر للعلامۃ الدردیر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس شرح پر شیخ محمد بن احمد بن عرفۃ الدسوقی المالکی المتوفیٰ ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء نے حاشیہ تحریر فرمایا جو "حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر" کے نام سے متعارف ہے۔ یہ حاشیہ مصر سے چار جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ ...

اور حوض میں "حاشیۃ الدسوقی" طبع ہوا ہے اور ساتھ ہی علامہ شیخ محمد بن احمد بن محمد المقلب بہ علیش المتوفی ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کی تعلیقات بھی چھپی ہوئی ہیں۔ یہ تعلیقات نہ صرف "حاشیۃ الدسوقی" پر ہیں بلکہ "الشرح الکبیر" پر بھی تعلیقات ہیں۔

شرح منح الجلیل علی مختصر العلامہ خلیل "مختصر العلامہ خلیل" کی یہ ایک مفصل شرح ہے جو علامہ شیخ محمد بن احمد بن محمد المقلب بہ علیش کی تصنیف ہے جو چار ضخیم جلدوں میں طرابلس لیبیا سے شائع ہو چکی ہے۔ مصنف نے اپنی شرح پر ایک حاشیہ بھی لکھا ہے جو "تسہیل منح الجلیل" کے نام سے موسوم ہے۔ یہ حاشیہ "شرح منح الجلیل" کے حاشیہ پر چھپا ہوا ہے۔ مصنف اپنی شرح کی تصنیف سے ۷ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء کو فارغ ہوئے اور حاشیہ "تسہیل منح الجلیل" سے موصوف ۱۹ ربیع الاول ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء کو فارغ ہوئے۔ مصنف کے دادا "محمد علیش" اصلاً "فاس" کے رہنے والے تھے۔ ایک بار حج کو تشریف لے گئے اور وہاں سے واپسی پر "طرابلس الغرب" میں اقامت اختیار فرمائی یہیں پر شادی کی اور چار لڑکے "احمد" "محمد" "علی" اور "حسین" پیدا ہوئے پھر دادا کا انتقال ہو گیا تو چاروں لڑکوں نے اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہہ دیا۔ "محمد" تو مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا باقی تینوں قاہرہ (مصر) تشریف لے آئے۔ یہیں پر "احمد" کے ہاں مصنف "شرح منح الجلیل" شیخ محمد علیش کی ولادت ہوئی۔ تعلیم ابتداء سے لے کر تکمیل تک مکمل طور پر جامعہ ازہر سے حاصل کی۔ پھر وہیں پر بحیثیت مدرس تدریس کا آغاز کر دیا۔ نیز مصر میں مالکی حضرات کے لیے آپ کو "مفتی" بھی مقرر کیا گیا۔ مصنف کا انتقال ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء کو ہوا۔

الانوار الساطعہ فی المذاہب الاربعہ یہ علامہ شیخ احمد نشوتی سرسی کی تصنیف ہے اور صرف حصہ عبادات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے عام طور پر مذاہب اربعہ میں لکھی جانے والی کتابوں کی طرح یہ نہیں کیا کہ ایک مسئلہ تحریر کر کے ساتھ ہی دیگر ائمہ کے اختلافات ذکر کر دیں۔ بلکہ ہر فقہ کے مسائل مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ذکر فرمائے ہیں۔ سب سے پہلے صفحہ ۱۰۱ تک فقہ حنفی کے مسائل متعلقہ طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ اور حج کو مفصلاً ذکر کیا ہے اس کے بعد فقہ شافعیؒ کے مطابق مذکورہ ابواب کے مسائل صفحہ ۱۰۱

تک ذکر کیے ہیں بعد ازاں صفحہ ۳۴۸ تک فقہ مالکی اور پھر صفحہ ۳۶۶ تک فقہ حنبلی کے مطابق مسائل ذکر فرمائے ہیں۔ آخر میں ائمہ اربعہ کے مختصر سے حالات اور اجتہاد و تقلید سے متعلق چند باتیں ذکر فرمائی ہیں۔

الموافقات فی اصول الشریعۃ

یہ امام ابو اسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی المالکی المتوفی ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء کی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع اصول شریعت کا بیان کرنا ہے۔ یہ کتاب بیروت سے چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس پر جامع ازہر کے شعبۂ تخصیص کے ایک استاد شیخ عبداللہ دراز کے تعلیقات و حواشی ہیں۔ کتاب بنیادی طور پر پانچ حصوں میں تقسیم ہے (۱) مقدمات (۲) احکام (۳) مقاصد (۴) ادلہ (۵) اجتہاد۔ جلد اول میں مقدمات کے بیان کے بعد "احکام" کی دو قسمیں بیان کی ہیں احکام تکلیفیہ اور احکام وضعیہ پھر ان دونوں قسموں سے تفصیلاً بحث کی ہے۔ جلد دوم میں "مقاصد" کا بیان ہے مصنف نے "مقاصد" کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ مقاصد شارع اور مقاصد مکلف پھر ان دونوں کو اپنے اقسام سمیت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جلد سوم میں "ادلہ" کا بیان ہے "ادلہ" کے عمومی احکام و خواص بیان کرنے کے بعد "دلیل اول" یعنی کتاب اللہ کے بارے میں کچھ خصوصی مباحث کا تذکرہ ہے۔ جلد چہارم میں "دلیل ثانی" یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دس مسائل کا تذکرہ کرنے کے بعد "اجتہاد" کا بیان ہے۔ اسی کے ذیل میں "فتوی" "استفتاء" اور "اقتداء" کا بیان ہے اور آخر میں "تعارض"، "ترجیح" اور "سوال وجواب" کے احکام کا بیان ہے۔

احکام القرآن

یہ ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف بہ "ابن عربی" کی تصنیف ہے۔ امام ابن عربی نے اس کتاب میں ان آیات قرآن کی تفسیر کی ہے جن میں احکام شرعیہ کا تذکرہ ہے۔ مصنف چونکہ مسلکاً مالکی ہیں اس لیے مالکی مسلک کے مطابق آیات احکام سے انہوں نے احکام قرآنیہ کا استنباط فرمایا ہے۔ جابجا دیگر مسالک کا بھی تذکرہ فرما دیتے ہیں۔ یہ اپنے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے۔ یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں سورۂ نساء کے آخر تک کی آیات احکام کی تفسیر ہے۔ دوسری جلد سورۂ "مائدہ" سے

شروع ہوتی ہے۔ تیسری جلد سورۂ "یونس" سے جب کہ چوتھی جلد سورۂ "سبا" سے لے کر آخر قرآن تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی دو جلدیں ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء میں اور دوسری دو جلدیں ایک سال بعد ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء میں مصر سے تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی ہیں۔ مصنف کی پیدائش "اشبیلیہ" میں ۴۶۸ھ/۱۰۷۶ء میں ہوئی۔ ان کے والد وہاں کے بڑے فقہا میں شمار ہوتے تھے۔ ابن عربی نے اپنے وطن کے علاوہ قرطبہ، شام، بغداد، مصر وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا۔ متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں جن میں "موطا امام مالک" اور "جامع ترمذی" کی شرح بھی شامل ہے۔ قاضی عیاض مالکی آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء میں "مراکش" کے سفر سے واپسی پر راستہ میں ہوئی۔ آپ کی نعش مبارک کو شہر "فاس" میں لے جاکر دفن کیا گیا۔ یہ یاد رہے کہ مشہور صوفی بزرگ شیخ محی الدین ابوبکر محمد ابن علی معروف بہ "ابن عربی" ان کے علاوہ ہیں۔ ان کی تاریخ ولادت ۵۶۰ھ/۱۱۶۵ء اور تاریخ وفات ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء ہے اور "دمشق" میں "جبل قاسیون" کے پاس مدفون ہیں۔ اگرچہ دونوں کی کنیت "ابوبکر" اور "ابن العربی" ہے فرق کیلئے صاحب احکام القرآن کو "قاضی ابوبکر ابن عربی" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے وطن "اشبیلیہ" کے ایک عرصہ تک قاضی بھی رہے ہیں۔

بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد

ابو الولید محمد بن احمد بن رشد کی تصنیف ہے۔ موصوف کی پیدائش ۵۲۰ھ/۱۱۲۶ء میں "قرطبہ" میں ہوئی۔ ابن رشد کو علوم عقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم نقلیہ میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی۔ "بدایۃ المجتہد" اس پر شاہد عدل ہے۔ ابن رشد "اشبیلیہ" اور "قرطبہ" کے قاضی بھی رہے ہیں۔ بعد میں انہیں "قاضی القضاۃ" بنا دیا گیا تھا۔ جہاں تک علوم عقلیہ کا تعلق ہے۔ وہ بلاشبہ "امامت" کے مرتبہ پر فائز تھے۔ "اندلس" میں ان کے پائے کا کوئی فلسفی پیدا نہیں ہوا۔

"بدایۃ المجتہد" کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا مقصد اس کتاب سے مسائل شرعیہ خواہ وہ متفق علیہ ہوں یا ان میں فقہاء اسلام کا اختلاف ہو، ہر قسم کے مسائل کو اپنی یادداشت کے لیے دلائل کے ساتھ جمع کرنا ہے ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں صرف فقہ مالکی کے بیان پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ دیگر

فقہاء کے اقوال وآراء بھی ساتھ ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں میں بارہا طبع ہو چکی ہے۔ مصنف کا انتقال ۵۹۵ھ/۱۱۹۸ء کو ہوا۔

فقہ حنبلی

الاقناع لطالب الانتفاع یہ فقہ حنبلی کی کتاب ہے جو علامہ شرف الدین موسیٰ بن احمد المقدسی (معروف بہ "حجاوی") کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف نے نفس مسائل کے بیان پر اکتفاء کیا ہے۔ عموماً دلائل ذکر نہیں فرمائے۔ نیز اختلافات کا تذکرہ بھی بالعموم نہیں کیا ہے بلکہ فقہ حنبلی کے راجح اور مفتیٰ بہا مسائل ہی کو ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں مصر سے طبع ہو چکی ہے۔ مصنف کا انتقال ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ء کو ہوا۔

کشاف القناع عن متن الاقناع یہ "الاقناع لطالب الانتفاع" کی شرح ہے جو شیخ منصور بن یونس البہوتی کی تالیف ہے۔ مصنف اپنے دور میں "مصر" کے اندر "شیخ الحنابلہ" تھے۔ مصر ہی میں آپ کا انتقال ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء کو ہوا۔ مصنف اس کی تالیف سے یکم شعبان ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۶ء کو فارغ ہوئے۔ یہ کتاب "ریاض" سے ۶ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

مختصر الخرقی یہ فقہ حنبلی کی قدیم ترین تصانیف میں شامل ہے اور "فقہ حنبلی" میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی تین سو شرحیں لکھی گئی ہیں۔ یہ امام ابوالقاسم عمر بن حسین الخرقی المتوفی ۳۳۴ھ/۹۴۶-۵ء کی تالیف ہے جو ایک واسطہ سے امام احمد بن حنبل قدس سرہ المتوفی ۲۴۱ھ/۸۵۵ء کے شاگرد ہیں۔ "مختصر الخرقی" دمشق سے ۱۳۳۸ھ/۱۹-۱۹۲۰ء میں پہلی بار ایک جلد میں طبع ہوئی تھی۔ دوسرا ایڈیشن ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء میں وہیں سے شائع ہوا۔

الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف یہ شیخ الاسلام علامہ علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی المتوفی ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء کی تالیف ہے۔ موصوف نے اس کتاب کی تصنیف کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ شیخ الاسلام موفق الدین ابن قدامہ مقدسی حنبلی المتوفی ۶۲۰ھ/

۱۲۲۳ء کی مشہور کتاب "المقنع" اپنی جامعیت اور حسن ترتیب کے لحاظ سے بے نظیر تصنیف ہے۔ لیکن مصنف نے بعض مسائل میں حنبلی مشائخ کے اختلاف کو ذکر فرمایا ہے لیکن راجح مسئلہ کی تعیین نہیں فرمائی جس کے باعث قاری کشمکش و پنج میں مبتلا ہو کر یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ اس اختلاف میں راجح مسئلہ کیا ہے تاکہ عمل کے لیے اس کو اختیار کر سکے۔ اس شدید ضرورت کو پورا کرنے کے لیے موصوف نے یہ کتاب تالیف فرمائی اور اس میں بڑے بسط و توضیح کے ساتھ اختلافی مسائل میں راجح پہلو کو مدلل طور پر بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۲ جلدوں میں بیروت سے طبع ہو چکی ہے۔

الاحکام السلطانیہ لابی یعلیٰ یہ قاضی ابو یعلیٰ محمد بن حسین فراء حنبلی بغدادی المتوفی ۴۵۸ھ-۱۰۶۶ء کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا موضوع ان مسائل کو بیان کرنا ہے جن کا تعلق امراء و حکام سے ہے۔ مثلاً اہلیت امامت عزل و نصب امام امیر کے فرائض کفار و مرتدین اور باغیوں سے جہاد کے مسائل، قاضی ناظر، محتسب، نقیب، امام صلوٰۃ وغیرہ کا تقرر اور ان کے فرائض، زکوٰۃ عشر، خراج، غنیمت، وغیرہ کی تحصیل اور تقسیم، ارض موات، حمیٰ، ارفاق، اقطاع وغیرہ کے احکام، حدود و قصاص اور تعزیرات کا نفاذ وغیرہ کے مسائل مفصلاً بیان ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن مصر سے ۱۳۵۷ھ-۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔ اس پر جامعہ ازہر کے ایک عالم محمد حامد الفقی کی تعلیقات بھی ہیں۔ تعلیقات میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے کہ علامہ ابو الحسن علی بن ماوردی کی تصنیف "الاحکام السلطانیہ" کے زوائد کو ذکر کر دیا جائے جو اس کتاب میں ذکر ہونے سے رہ گئے ہیں اس طرح یہ کتاب اپنی تعلیقات سمیت ایک حد تک علامہ ماوردی کی کتاب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ مصنف کا تفصیلی تذکرہ کتاب کے آغاز میں کر دیا گیا ہے۔

الفتاویٰ الکبریٰ یہ علامہ ابن تیمیہ ابو العباس تقی الدین احمد رحمہ اللہ الحرانی الدمشقی الحنبلی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ موصوف کی پیدائش "حران" میں بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء کو ہوئی۔ فتنہ تاتار کے باعث علامہ کے والد ماجد اپنے بچوں سمیت دمشق تشریف لے آئے۔ دمشق ہی میں علامہ ابن تیمیہ نے تعلیم حاصل کی۔

موصوف کو ذکاوت و ذہانت قوت حافظہ اور سب ہی علوم و فنون میں گہری بصیرت میں دیگر علماء عصر پر بڑی فوقیت حاصل تھی۔ ۱۹ سال سے بھی عمر کم تھی کہ آپ نے "افتاء" کا کام شروع فرما دیا۔ موصوف نے متعدد اہم اور مفید تالیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ البتہ بعض مسائل میں انہوں نے تفرد اختیار کیا ہے۔ موصوف کے تفردات کو نہ صرف دیگر مذاہب کے علماء نے بلکہ خود ان کے ہم مسلک حنبلی علماء نے بھی قبول نہیں کیا ہے۔ موصوف کا یہ فتاوی پانچ جلدوں میں بارہا طبع ہو چکا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کا انتقال دمشق کے قلعہ میں اسیر ہونے کے زمانہ میں بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء کو ہوا اور مقبرہ الصوفیہ میں دفن ہوئے۔

اعلام الموقعین امام شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر معروف بہ "ابن قیم جوزیہ" کی یہ تصنیف ہے۔ "جوزیہ" "دمشق" میں ایک مدرسہ تھا۔ موصوف کے والد ماجد "ابو بکر بن ایوب" اس مدرسہ کے "قیم" یعنی مہتمم تھے۔ اس وجہ سے انہیں "ابن قیم جوزیہ" کہا جانے لگا۔ آپ کی ولادت ۶۹۱ھ - ۱۲۹۲ء میں ہوئی۔ اساتذہ کی فہرست میں امام ابن تیمیہ بھی شامل ہیں۔ انہی سے آپ زیادہ متاثر بھی تھے۔ اور شاگردوں میں امام ابن کثیر صاحب "البدایہ والنہایہ" اور امام ابن رجب بغدادی حنبلی صاحب "طبقات الحنابلہ" شامل ہیں۔ امام ابن قیم کثیر التصانیف تھے۔ "محمد حامد الفقی" نے "اغاثۃ اللفہان" کے دیباچہ میں چھیاسٹھ کتابیں نام بنام شمار کرائی ہیں۔ اور لکھا ہے کہ اس پر بس نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ان کی ہیں۔ "اعلام الموقعین" معروف معنوں میں تو فقہ کی کتاب نہیں ہے لیکن بہت سے وہ مباحث اس کتاب میں مذکور ہیں کہ جن سے کسی فقیہ کو کسی حال میں غافل نہیں رہنا چاہیئے مثلاً جلد اول میں دور صحابہ و تابعین میں مختلف شہروں میں فتویٰ دینے والے صحابہ و تابعین کا تذکرہ، رائے مذموم و محمود کا تفصیلی بیان اور قیاس و استصحاب کے متعلق اہم باتوں کا تذکرہ وغیرہ اور اسلام میں اس دعویٰ کا تذکرہ مفصل طور پر کیا ہے کہ شریعت میں کوئی بات خلاف قیاس نہیں ہے نیز تقلید باطل اور اس کے اقسام کا بیان اور ان لوگوں کا رد جو "متشابہات" کا سہارا لیکر محکمات کو اور ظاہر قرآن کو لے کر سنت کو ترک کر دیتے ہیں، پھر اس کی ۷۰ مثالیں ذکر فرمائی ہیں۔ تیسری جلد میں احکام شرعیہ پر تبدیلی زمان

دمکان کے اثر کا بیان، اکٹھے تین طلاقیں دینے کا بیان، ایمان البیعۃ، سد ذرائع اور جائز و ناجائز حیلوں کا تفصیلی بیان نیز جائز حیلوں کی ۶۶ مثالیں۔ چوتھی جلد میں جائز حیلوں کی مزید مثالیں ۱۷ ایک، طلاق و ایمان کے بارے میں چند بحثیں صحابہ و تابعین کے وجوب اتباع "فتوے" سے متعلق کچھ فوائد کا تذکرہ اور آخر میں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعدد فتاویٰ کا بیان ہے۔ یہ اس کتاب کے مضامین کا ایک سرسری سا جائزہ ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا انتقال ۱۳ رجب ۷۵۲ھ/ ۱۳۵۱ء کو ہوا۔

المغنی امام عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ موفق الدین کی یہ تصنیف ہے۔ آپ کی پیدائش شعبان ۵۴۱ھ/۱۱۴۶ء میں فلسطین کے علاقہ میں ہوئی۔ دس سال کی عمر میں اپنے گھر والوں کے ساتھ دمشق تشریف لے آئے۔ یہاں آپ نے قرآن پاک حفظ فرمایا اور "مختصر الخرقی" کو زبانی یاد کیا، اپنے والد ماجد کے علاوہ دیگر متعدد اساتذہ سے علم حاصل کیا ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۵ء میں آپ بغداد مزید تحصیل علم کے لیے تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے دیگر اساتذہ کرام کے علاوہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے بھی علمی استفادہ فرمایا۔ علم حدیث فقہ، اصول فقہ فرائض، نحو، حساب اور علم نجوم وغیرہ میں اپنے دور کے امام تھے۔ بڑے متقی، متورع، زاہد، سخی، متواضع، فقراء مساکین سے محبت کرنے والے، بڑے عبادت گذار اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی ۲۸ تصانیف کا ذکر "المغنی" کے دیباچہ نگار نے کیا ہے آپ شاعر بھی تھے۔ "المغنی" مختصر الخرقی کی مبسوط شرح ہے۔ یہ صرف فقہ حنبلی ہی کی ایک کتاب نہیں ہے بلکہ مصنف اہم احکام و مسائل میں صحابہ و تابعین کے تمام اقوال و آثار اور مجتہدین و فقہائے کے تمام مذاہب پورے دلائل کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں جس کے باعث انسان دیگر بہت سی مبسوط کتب کی ورق گردانی سے بچ جاتا ہے۔ یہ کتاب "ریاض میں" مکتبۃ الریاض الحدیث" سے بھی کچھ عرصہ قبل ۹ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے مصنف کا انتقال ۶۲۰ھ/۱۲۲۳ء میں دمشق میں ہوا۔ اور "جبل قاسیون" میں "مغارۃ التوبہ" کے پاس دفن ہوئے۔

مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ

یہ جدید مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۷ جلدوں میں "سعودیہ" سے شائع ہوا ہے۔ اس مجموعہ میں بہت سی غیر مطبوعہ تحریرات بھی شامل ہیں جو اس سے پہلے شائع نہیں ہوئی تھیں۔ جلد ۱ توحید الوہیت جلد ۲ توحید ربوبیت جلد ۳ مجمل اعتقاد السلف جلد ۴ مفصل الاعتقاد جلد ۵، ۶ کتاب الاسماء والصفات جلد ۷ کتاب الایمان جلد ۸ کتاب القدر جلد ۹ کتاب المنطق جلد ۱۰ کتاب علم السلوک جلد ۱۱ التصوف۔ جلد ۱۲ القرآن کلام اللہ جلد ۱۳ مقدمۃ التفسیر جلد ۱۴ تفسیر من سورۃ الاعراف جلد ۱۵ من سورہ الاعراف الی سورۃ الزمر جلد ۱۶ من سورہ الزمر الی سورۃ الاخلاص جلد ۱۷ تفسیر سورۃ الاخلاص والمعوذتین جلد ۱۸ احادیث جلد ۱۹ اور جلد ۲۰ اصول فقہ کے بیان میں ہے جب کہ جلد ۲۱ سے جلد ۳۵ تک فقہی ترتیب پر مسائل فقہ کا بیان ہے اور جلد ۳۶ و جلد ۳۷ میں مفصل فہرست درج کی گئی ہے۔ خط چونکہ خاصا جلی اور موٹا ہے اس لیے فتاویٰ کا حجم بہت بڑھ گیا ہے ورنہ مواد کے لحاظ سے یہ مجموعہ قریب قریب فتاویٰ عالمگیریہ کے برابر ہوگا بلکہ اگر فتاویٰ عالمگیریہ کو اس خط میں اور اس سائز میں چھاپا جائے تو فتاویٰ عالمگیریہ کا حجم اس کے حجم سے شاید بڑھ جائے۔ بہرحال زیادہ بڑا حجم دیکھ کر اس کے مطالعہ سے کنارہ کش نہیں ہونا چاہیئے نیز امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بعض تفردات کے باعث بھی ان کی تحریرات کے مطالعہ سے اجتناب کرنا اہل علم کے شایان شان نہیں بلکہ ان کی علمی جلالت شان کا اندازہ صحیح طور پر اسی وقت ہو سکے گا جب ان کا مطالعہ کیا جائے گا۔ امام ابن تیمیہ کا مختصر سا تعارف "الفتاویٰ الکبریٰ" کے تعارف کے ذیل میں کرایا جا چکا ہے۔

احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام

امام حافظ الحدیث امام عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی دمشقی حنبلی المتوفیٰ ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء نے ایک کتاب صحیحین کی وہ احادیث لے کر مرتب فرمائی جن میں فقہی احکام بیان کیے گئے تھے۔ یہ کتاب فقہی ترتیب پر مرتب کی گئی اور اس کا نام "عمدۃ الاحکام عن سید الانام" رکھا۔ اس کتاب میں ۴۳۵ احادیث بیان

کی گئی ہیں ۔ اس کتاب کی شرح شیخ الاسلام تقی الدین ابوالفتح معروف بہ" ابن دقیق العید"
المتوفی ۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء نے فرمائی جو" احکام الاحکام" کے نام سے طبع ہوئی ہے ۔ اس
شرح کی صورت یہ ہوئی کہ شیخ عماد الدین قاضی اسماعیل بن تاج الدین حلبی الشافعی نے شیخ الاسلام
ابن دقیق العید سے "عمدۃ الاحکام" کتاب پڑھی ۔ پڑھانے کے دوران جو تشریح وہ فرماتے
شیخ عماد الدین اسے قلمبند کرتے جاتے ۔ اس شرح کا نام " احکام الاحکام" بھی شیخ عماد الدین
ہی کا رکھا ہوا ہے ۔ گویا یہ شرح علامہ ابن دقیق العید کی تحریر کردہ نہیں ہے بلکہ املاء کردہ ہے ۔ یہ
شرح مصر سے چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے ۔

فقہ ظاہری

المحلی لابن حزم یہ ابو محمد علی بن احمد بن حزم الظاہری کی تصنیف ہے ۔ اس کا پہلا ایڈیشن گیارہ جلدوں میں طبع ہوا تھا لیکن چونکہ پہلی چھ جلدیں بہت چھوٹی تھیں
اس لیے دوسرے ایڈیشن میں ان چھ جلدوں کو ۳ جلدوں میں کر کے پوری کتاب کو
آٹھ جلدوں میں مکمل کر دیا گیا ۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ ہر مسئلہ کے ذیل میں
اسلاف کے تمام اختلافات اور ان کے مختلف اقوال دلائل سمیت اس کتاب میں مل
جاتے ہیں ۔ امام ابن حزم ظاہری کی یہ کمزوری موافق و مخالف سب ہی کو مسلم ہے کہ وہ
اپنے مخالفین کے لیے بہت سخت لب ولہجہ استعمال فرماتے ہیں ۔ چونکہ اس کتاب میں دیگر
ائمہ مجتہدین کے علاوہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال و آراء پر بھی تنقید کی گئی ہے
اس لیے دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ نے " المحلی کے جواب
میں " المجلی" " تصنیف فرمائی جس کی تین جلدیں تو طبع ہو چکی ہیں ۔ باقی جلدیں واللہ اعلم طبع
نہیں ہوئیں یا تصنیف ہی نہیں ہوئیں ۔ بہرحال جتنا حصہ بھی " المجلی" کا طبع ہوا ہے وہ اہل
علم کے لیے لائق مطالعہ ہے ۔ امام ابن حزم کی پیدائش قرطبہ (اندلس) میں ۳۸۴ھ/۹۹۴ء میں
ہوئی اور انتقال ۴۵۶ھ/۱۰۶۴ء میں ہوا ۔

فقہ زیدی

مسند الامام زید یہ حضرت امام زید بن علی بن حسین بن علی ابی طالب کی روایت کردہ احادیث کا مجموعہ ہے جو ابو خالد الواسطی المتوفی فی عشرۃ ۱۵۰ھ/۷۶۷ء نے آپ سے روایت کیا ہے۔ یہ سارا مجموعہ ایک ہی سند یعنی حضرت زید عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب کی سند سے مروی ہے۔ اس مجموعہ کی احادیث سب کی سب وہی ہیں جو اہل سنت دیگر کتب حدیث میں اور سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہیں۔ حضرت امام زید کی شہادت ۲۵ محرم الحرام ۱۲۲ھ/۷۳۹ء کو ہوئی۔

البحر الزخار الجامع لمذاہب علماء الامصار یہ کتاب حضرت احمد بن یحیٰی بن مرتضٰی المتوفی ۸۴۰ھ/۱۴۳۷ء کی تصنیف ہے۔ موصوف کی پیدائش "صنعاء یمن" کے جنوب میں ایک بستی "الہان" میں ۷۶۴ھ/۱۳۶۳ء میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں والدہ کا انتقال ہوگیا جب کہ والد کا انتقال اس سے پہلے ہو چکا تھا۔ اپنے بڑے بھائی "ہادی بن یحیٰی" اور اپنی بہن "دہما بنت یحیٰی" کی پرورش میں رہے۔ اپنے بڑے بھائی اور دیگر اساتذہ سے اپنے وطن ہی میں تعلیم حاصل کی۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ موصوف "زیدی" مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ کتاب "البحر الزخار" فقہی مسائل پر لکھی ہے۔ اس میں کسی ایک فقہ کے بیان پر اکتفاء کرنے کی بجائے انہوں نے ہر مشہور قول کو مسئلہ کے ذیل میں درج کر دیا ہے۔ یہ ۶ جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ اس کی پہلی جلد اصل کتاب کے لیے "دیباچہ" اور "مقدمہ" کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں "کتاب الملل والنحل"، "کتاب القلائد فی تصحیح العقائد"، "کتاب ریاضۃ الافہام فی لطیف الکلام"، "کتاب معیار العقول فی علم الاصول"، "کتاب الجواہر الدرر فی سیرۃ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم" اور "کتاب الانتقاد للآیات المعتبرہ فی الاجتہاد" شامل ہیں۔ اور باقی پانچ جلدیں فقہی ترتیب پر مرتب ہیں۔ مصنف کا انتقال مرض طاعون میں ۸۴۰ھ/۱۴۳۶ء کو ہوا اور ان کی قبر یمن میں "ظفیر حجہ" کے مقام پر ہے۔

کتاب الازهار فی فقہ الائمۃ الاطہار یہ کتاب "زیدی فقہ" کے بیان میں ہے۔ اس کے مصنف "احمد بن یحییٰ" ہیں جن کا مختصر سا تعارف ان کی ایک اور تصنیف "البحر الزخار" کے تعارف کے ذیل میں کرایا جاچکا ہے۔ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ایک جلد میں بیروت سے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں چھپا ہے۔ اس کے ساتھ آخر میں علامہ فضل بن سعد کی کتاب "مفتاح الغائض فی علم الفرائض" اور علامہ عبدالواسع بن یحییٰ کا ایک مختصر رسالہ "تہذیب العقول فی علم الاصول" بھی چھپا ہے۔

فقہ جعفری

الاستبصار فیما اختلف من الاخبار یہ شیعہ حضرات کے شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی المتوفیٰ ۴۶۰ھ/۱۰۶۸ء کی تصنیف ہے مصنف "بغداد" کے رہنے والے ہیں۔ ۴۴۸ھ/۱۰۵۶ء میں "بغداد" کے اندر سنی شیعہ فساد ہوا۔ اس میں ان کا گھر اور اسکا ساز و سامان وغیرہ جل گیا پھر یہ "نجف اشرف" منتقل ہو گئے۔ وہیں ۴۶۰ھ/۱۰۶۸ء میں ان کا انتقال ہو گیا اور اپنے گھر ہی میں دفن ہوئے۔ متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں شیعہ کے "اصول اربعہ" میں سے دو کتابیں انہی کی تصنیف شدہ ہیں ایک "الاستبصار" اور دوسری "تہذیب الاحکام"۔ یہ "الاستبصار" جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے متناقض و متخالف شیعی روایات و اخبار میں تطبیق دینے اور ان سے تعارض رفع کرنے کے سلسلہ میں لکھی گئی ہے۔ قریبی زمانے میں "ایران" سے چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

تہذیب الاحکام یہ بھی شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن الطوسی کی تصنیف ہے۔ موصوف نے اپنے استاد ابوعبداللہ محمد بن محمد معروف بہ "شیخ مفید" المتوفیٰ ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء کی کتاب "مقنعہ" کی شرح لکھی ہے جس کا نام "تہذیب الاحکام" ہے۔ یہ دس جلدوں میں "ایران" سے طبع ہو چکی ہے۔ مصنف کا مختصر تعارف "الاستبصار" کے تعارف کے ذیل میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ تہذیب الاحکام بھی "شیعہ کے اصول اربعہ" میں داخل ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ یہ کتاب بھی شیعہ کے "اصول اربعہ" میں داخل ہے۔ یہ شیعوں کے رئیس المحدثین ابوجعفر محمد بن علی بن حسین ابن بابویہ القمی معروف بہ "شیخ صدوق" المتوفی ۳۸۱ھ/۹۹۱ء کی تصنیف ہے۔ اس کا پورا نام "فقیہ من لایحضرہ الفقیہ" ہے۔ یہ بھی ایران سے ۴ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

فقہ الامام جعفر الصادق محمد جواد مغنیہ، کی تصنیف ہے۔ بیروت سے پہلی بار ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء میں ۶ جلدوں میں طبع ہوئی ہے۔ جلد اول میں کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ ہے۔ جلد دوم میں کتاب الصوم، کتاب الزکات کتاب الحج اور کتاب الجہاد والامر بالمعروف شامل ہیں۔ جلد سوم کتاب البیوع کے مسائل پر مشتمل ہے اور جلد چہارم قرض، رہن، ضمان، حوالۃ، کفالۃ، صلح، شرکۃ، قسمۃ، شفعہ مضاربت، مزارعت، ودیعت، عاریت، ہبہ، وکالت، اجارہ، لقطہ، صید و ذبائح اور اطعمہ و اشربہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔

جلد پنجم غصب، احیاء موات، وقف، حجر، اقرار، شہادات اور نکاح کے بیان پر مشتمل ہے اور جلد ششم میں طلاق، ظہار، ایلاء، لعان، قضاء، وصایا، مواریث اور عقوبات کا بیان ہے۔

الفصول الشرعیہ علی مذہب الشیعۃ الامامیہ یہ کتاب بھی "محمد جواد مغنیہ" کی تصنیف ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے نکاح، حضانت، طلاق، وقف، وصیت اور وراثت وغیرہ کے مسائل کو جدید قانونی ترتیب کے مطابق دفعہ وار مرتب کیا ہے۔ یہ کل ۴۰۰ صفحات کی کتاب ہے بیروت سے اس کا دوسرا ایڈیشن کچھ اضافات کے ساتھ ۱۹۷۴ء میں طبع ہوا ہے۔

جامع الجعفری شیعہ حضرات کے نجم الملۃ والدین شیخ ابوالقاسم جعفر بن حسن حلی المتوفی ۶۷۶ھ/۱۲۷۷ء نے فقہ امامیہ پر ایک جامع کتاب "شرائع الاسلام" بزبان عربی تالیف کی تھی اس کا فارسی ترجمہ ایک شیعہ عالم عبد الغنی بن ابی طالب

نے کیا اور اس کا نام "جامع الرضویہ" رکھا۔ پھر اسی فارسی ترجمہ سے اردو میں ترجمہ لکھنؤ کے ایک مشہور شیعہ عالم سید عابد حسین نے کیا اور اس اردو ترجمہ کا نام انہوں نے "جامع الجعفری" رکھا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے پہلی جلد میں عبادات کے علاوہ جہاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، بیوع رہن، ضمان، صلح، شرکت، مضاربت، مزارعت، ودیعت، عاریت، اجارہ، وکالت، وقف، ہبہ، سبق ورمی، وصیت، نکاح اور رضاعت وغیرہ کے بیان میں ہے۔ جب کہ دوسری جلد میں طلاق، ظہار، ایلاء، لعان، عتق اقرار، ایمان صید وذبائح اطعمہ واشربہ، غصب، شفعہ، لقطہ احیاء موات، فرائض، قضاء حدود وقصاص وتعزیرات اور شہادت کا بیان ہے۔ اس کتاب کا نیا عکسی ایڈیشن "قانونی کتب خانہ" کچہری روڈ لاہور سے طبع ہوا ہے۔

کتب المراجع

اس مضمون کی تیاری میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ان میں اولاً تو وہی کتب شامل ہیں جن کا مختصر سا تعارف لکھا گیا ہے کیوں کہ بعض کتابوں میں مقدمہ، دیباچہ اور اختتامی عبارات میں بھی کتاب اور مصنف کے بارے میں کچھ معلومات درج ہیں ان کے علاوہ درج ذیل کتابیں بھی زیر مطالعہ رہی ہیں۔

۱۔ الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ — مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء مطبوعہ کراچی۔

۲۔ طرب الاماثل بتراجم الافاضل — مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء مطبوعہ مع "الفوائد البہیۃ"

۳۔ التعلیقات السنیۃ علی الفوائد البہیۃ — مولانا عبدالحی لکھنوی المتوفی ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء مطبوعہ علی ہامش "الفوائد البہیۃ"

۴۔ الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة	امام ابومحمد محی الدین عبدالقادر القرشی المصری المتوفی ۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن
۵۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون	ملا کاتب چلپی: مطبوعہ مکتبۃ المثنی۔ بغداد
۶۔ ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون	اسماعیل پاشا بغدادی مطبوعہ مکتبۃ المثنی۔ بغداد۔
۷۔ ھدیۃ العارفین اسماء المؤلفین آثار المصنفین	اسماعیل پاشا بغدادی مطبوعہ مکتبۃ المثنی۔ بغداد۔
۸۔ معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ۔	یوسف الیان سرکیس۔ مطبوعہ مطبعۃ سرکیس مصر۔
۹۔ اعلام	علامہ خیر الدین زرکلی۔
۱۰۔ معجم المؤلفین	عمر رضا کحالہ
۱۱۔ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر۔	مولانا عبدالحی لکھنوی۔ مطبوعہ لکھنؤ
۱۲۔ حدائق الحنفیۃ	مولانا فقیر محمد جہلمی المتوفی ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء مطبوعہ لاہور
۱۳۔ تذکرہ علماء ہند (اردو)	مولانا رحمان علی الہ آبادی المتوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء ترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی۔
۱۴۔ فقہائے ہند	مولانا محمد اسحاق بھٹی مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
۱۵۔ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب	ابی الفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ
۱۶۔ تذکرۃ الخلیل	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی المتوفی ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء مطبوعہ لاہور
۱۷۔ ماہنامہ البلاغ کراچی (مفتی اعظم نمبر)	بابت جمادی الثانیہ تا شعبان ۱۳۹۹ھ
۱۸۔ رود کوثر	شیخ محمد اکرام ایم۔ اے مطبوعہ لاہور (طبع سوم)
۱۹۔ بانی درس نظامی	محمد رضا انصاری فرنگی محلی مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ
۲۰۔ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)	زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب (پنجاب یونیورسٹی) لاہور